For more visit (exponovels.com)

قلم بینیدن لیانذ

مصنفہ روز میری

حقیقی کردار فرضی کہانی

دنیا پیسے کی غلام ہے۔۔ کمپیٹیشن کے اس دور میں پیسہ کمانا نہایت مشکل ہے چار پیسے کما کے پیٹ پالنے اور خاندان کے اخراجات اٹھانے کیلیئے ایڑی چوٹی کا زور لگانا پڑتا ہے۔۔۔ زندہ رہنے کیلیئے انسان کو خاصی تگ و دو درکار ہے زمانے بھر میں جہاں چند لوگ ایک وقت کی روٹی کھائے بغیر فٹ پاتھ پہ پرسکون سوتے ہیں وہیں مشین کی طرح پیسے کمانے والوں کو تمام تر آسائیشوں سے منور روم میں آرام دہ بستر پہ سکون میسر نہیں۔۔۔ یونائیٹڈ عرب امارات میں ایسی شخصیات موجود ہیں جن کے نام کا بول بالا پوری دنیا میں ہے انہی نامور مہا شخصیت میں شیخ ابو الاسلام الگالا کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

--------------- ---------------

"واجهت أعمالنا العديد من الأزمات لدينا لحلها وإلا ستكون خسارة كبيرة"

(ہمارے کاروبار کو بہت سے بحران کا سامنا کرنا پڑا ہے۔۔ ہمیں اسے حل کرنا ہو گا بصورت دیگر یہ ایک بہت بڑا نقصان ہو گا)

شیخ الاسلام اپنے روم میں اکلوتے بیٹے کے سامنے کھڑے اسے حالات سے باخبر کر رہے تھے۔

"لكن لا يمكننا الثقة في أي شخص"۔

(لیکن ہم کسی پہ بھروسہ نہیں کر سکتے)

عمر نے سوچ بچار کرتے کہا۔

"لقد قررت أو مر أنه يجب عليك الذهاب إلى هناك لحل هذه المشكلة"۔

(اسی لیئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمھیں وہاں جاکر خود اس مسئلے کو حل کرنا ہو گا عمر)

شیخ قدموں کو حرکت دیتے عمر کے مقابل آ کھڑا ہوا۔

"انا ابي ولكن كيف يمكنني؟"

(میں ڈیڈ؟؟ لیکن میں کیسے کر سکتا ہوں)

نیلی آنکھوں میں حیرت تیرنے لگی۔

--------------- ---------------

"تعبیر تم ابھی تک کیوں جاگ رہی ہو؟؟"۔ تعبیر کے روم کی جلتی لائٹ اسے اپنی طرف متوجہ کر گئی۔

"آپی مجھے نیند نہیں آ رہی"۔ عبیر کی آواز پہ وہ اسکی جانب گھومی۔

"نیند تو مجھے بھی نہیں آ رہی۔۔۔ چلو باتیں کرتے ہیں"۔ تعبیر کے سامنے بیڈ پہ بیٹھتے اسنے کہا۔

"آپی آپ صبح آفس جائیں گیں؟؟"۔اسنے یونہی پوچھ لیا۔

"ہاں تعبیر جانا پڑے گا ہمارے پرانے چیئرمین نے بلنڈر مارا ہے جسکی وجہ سے انڈسٹری لاس میں ہے ہر امپلائے کو سختی سے تاکید کی گئی ہے کہ چھٹی نا کرے"۔ عبیر نے تاسف سے کہا۔

"آپی یہ تو بہت برا ہوا سچ میں مطلب ایک انسان کی غلطی کی سزا باقی سب کو بھی ملے گی"۔

"مجھے بھی اس چیز سے سخت چڑ ہے کہ ایک انسان غلطی کرتا ہے اور اسکا خمیازہ باقی سب کو بھی ادا کرنا پڑتا ہے"۔

"تو آپی آپ یہ انڈسٹری چھوڑ کیوں نہیں دیتیں؟"۔ تعبیر نے تجویز دی۔

"تعبیر ابھی تم بچی ہو نہیں سمجھ سکتی۔۔اس انڈسٹری کے ساتھ معاہدے کے طور پہ منسلک ہونا پڑتا ہے اتنی آسانی سے جان نہیں چھوٹ سکتی"۔ عبیر نے تفصیلا کہا۔

--------------- ---------------

صبح کے نو بج رہے تھے اور وہ معمول کے مطابق آدھا گھنٹہ لیٹ تھی۔

سفید قمیض شلوار پہ جامنی شفون کا دوپٹہ جو عادتا اسنے گلے میں ڈال رکھا تھا بالوں کو اپنے حال پہ چھوڑتے اسنے شانوں کے بعد کمر پہ چھوڑ رکھا تھا کانوں میں سادہ چھوٹے آویزے۔۔۔اپنی دھن میں چلتی وہ دونوں اطراف ٹیبلز کی جانب متوجہ ہوتے بغیر ناک کی سیدھ پہ قدم رکھ رہی تھی۔

تاخیر سے آنے کے باوجود اسکے ماتھے پہ پشیمانی کی شکن تک نا تھی تاہنوز مبہم مسکراہٹ اسکے لبوں کا راستہ ناپے ہوئے تھے وہ اپنی آفس میٹ کم دوست کے ٹیبل کی طرف آئی جہاں اسکی آفس میٹ اپنے سامنے فائل رکھے اسکا مطالعہ کرنے میں منہمک تھی۔

"مجھے یقین تھا تم ہی ہو۔۔۔یہ حرکت تمھارے علاوہ کر ہی کوئی نہیں سکتا"۔ نینا کے ہاتھوں سے فائل کھینچتے اسنے اپنے سینے کے گرد کی اور ایک تمسخرانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجالی۔

"تھینک یو سو مچ"۔ بولتے ہی اسنے فائل ٹیبل پہ پٹخی۔

"عبیر تم کب سدھرو گی؟؟"۔ نینا نے کوفت سے کہا۔

"کبھی نہیں"۔ نینا کا ہاتھ تھامے اسنے باہر کی جانب حرکت کرنا شروع کی۔

"اب تم مجھے کہاں لے کر جا رہی ہو؟؟"۔ نینا بھچک کر رہ گئی۔

"مابدولت نے ناشتہ نہیں کیا تو اسی غرض سے کیفے جانے کی خواہاں ہے"۔ نینا کی جانب پشت کیئے اسنے آواز بلند کی۔

"واہ میڈم ایک تو تم لیٹ آئی ہو دوسرا ناشتہ بھی نہیں کیا تیسرا مجھے بھی کام نہیں کرنے دے رہی"۔

عبیر اور نینا اب کیفے پہنچ چکی تھیں تب نینا نے عبیر کے مقابل والی چیئر گھسیٹی۔

"تو تمھارا کیا بل آ رہا ہے؟؟"۔ لاپرواہی میں بولتی وہ کاونٹر کی جانب بڑھی۔

"پتہ نہیں یہ لڑکی کیا چاہتی ہے؟ ایسا نا ہو کہ جاب کے لالے پڑ جائیں"۔ نینا کو تشویش ہوئی۔ "ارے یہ کیا عبیر تم صرف ایک برگر اور کافی کپ لائی ہو"۔ ایک ہاتھ میں برگر اور دوسرے ہاتھ میں کافی کپ پکڑے عبیر چند منٹوں میں واپس آئی جب نینا کو تعجب ہوا۔

"جی وہ بھی صرف اپنے لیئے"۔ بولتے ہی وہ نینا کے سامنے بیٹھ گئی۔

یہ کوئی پہلی بار نہیں تھا اس وجہ سے نینا کو زیادہ حیرت نہیں ہوئی۔

"عبیر ابھی بھی کچھ نہیں بگڑا اس سے پہلے کہ وقت اپنی رسی کھینچ لے تم اپنی حرکتوں کو بدل دو"۔ ٹیبل پہ دونوں بازو جمائے نینا ہلکا سا عبیر کی جانب جھکی جبکہ عبیر نے نینا کی باتوں پہ کان نا دھرتے برگر اور کافی کے ساتھ انصاف کرنے میں بہتری جانی۔

"میں تم سے ہم کلام ہوں عبیر۔۔۔ کیا تمھیں میری بات سنائی دے رہی ہے؟؟"۔ رسپانس نا ملنے پہ نینا طیش میں

آئی۔

"ظاہر سی بات ہے نینا یہ کان ڈیکوریشن کیلیئے نہیں لگے"۔لاپرواہی میں بولتے اسنے کافی کا سپ لیا۔

"او گاڈ۔۔۔تم جانتی ہو میں نے عرفان صاحب کی زبانی سنا ہے کہ انڈسٹری کی کنڈیشن بحال کرنے کی غرض سے انڈسٹری کا مالک خود پاکستان آرہا ہے"۔نینا نے اسے آگاہی دی۔

"نینا وہ آنر ہی ہے نا کوئی ٹیرِرسٹ نہیں جو یہاں آکر بم دھماکے کرے گا"۔برگر سے انصاف کرنے کے بعد اسنے نیپکن سے منہ صاف کیا۔

"ہاں مانا کہ وہ بم دھماکے نہیں کرے گا مگر وہ جو کرے گا تم اس بات کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتی"۔

"میری جان تو ٹینشن نا لے وہ بڈھا جو لاٹھی پکڑ کر چلتا ہو۔۔۔ذرا سی بات کرنے کیلیئے کھانسی کا سہارا لیتا ہو۔۔۔ہما وقت جسکے ہاتھ کمزوری سے کپکپاتے ہوں وہ زیادہ سے زیادہ کیا کرے گا؟یار تو خواہ مخواہ میں پریشان ہو رہی ہے ریلیکس"۔خود کو پرسکون کرتے عبیر نے چیئر کی پشت سے ٹیک لگا لی۔

"تمھیں کیسے پتہ یہ سب؟؟"۔وہ چونکی۔

"یار تم بھی کمال کرتی ہو۔۔۔آنر کی عمر تقریباً ساٹھ سال ہے اور ساٹھ سال کی عمر میں انسان دیسی ناچ تو ناچتا نہیں ہو گا۔۔۔میں تو یہ سوچ رہی ہوں نینا کہ اس بڈھے نے اتنی جائیداد کا اچار ڈالنا ہے۔۔۔کیا اتنا پیسہ وہ قبر میں لے کر جائے گا؟"۔ابہام دور کے بعد اسنے مزید کہا۔

"ہاں تو تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ تمام تر جائیداد اور دولت تمھارے نام کر دے؟"۔کہنیوں کو ٹیبل پہ جمائے اسنے ہاتھوں کی پشت پہ چہرہ ٹکا لیا۔

"کوئی مضائقہ نہیں"۔نینا کے قریب ہوتے عبیر نے بھنوؤں کو جنبش دی جس پہ نینا کا جاندار قہقہ فضا میں رقصاں ہوا۔

"شیخ چلی چلا گیا مگر شیخ بلی یہیں چھوڑ گیا۔۔۔اٹھو اب کیا سارا دن یہیں گزارنا ہے؟؟"۔ بولتے ہی وہ چیئر سے اٹھی۔

--------------- ---------------

"مس عبیر آپ کہاں جارہی ہیں؟؟"۔ ٹیبل پہ جھکے وہ اپنا سامان سمیٹنے میں محو تھی جب عرفان اسکے قریب آکر کہنے لگا۔

"آفس کا کام مکمل کرنے کے بعد اب میں اپنا سامان سمیٹ رہی ہوں تو ظاہر سی بات ہے کہ میں اپنے گھر ہی جارہی ہوں"۔ عبیر نے پر خاش گری کا مظاہرہ کیا۔

"مس عبیر آپ کا اللہ ہی حافظ ہے"۔ عبیر کی بچگانہ حرکتوں سے ہر خاص و عام بخوبی واقف تھا اور کہیں نا کہیں تنگ بھی۔

"آپکو کوئی کام تھا؟؟؟"۔ ہاتھوں کی حرکت کو ساکت کرتے عبیر نے چہرہ اٹھایا۔

"آج انڈسٹری کے آنر پاکستان آرہے ہیں آپ کا میرے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے اس وجہ سے آپکو آج شام میرے ساتھ چلنا ہوگا"۔ عرفان نے مکمل تفصیل دی۔

"ٹھیک ہے میں چلوں گی آپ مجھے میرے گھر سے پک کرلیجیئے گا"۔ بولتے ہی اسنے بیگ دائیں جانب پہلو میں لٹکا لیا۔

"لیکن مس عبیر آپ کا یہ نان سیریس ایٹیٹیوڈ ناقابل قبول ہے"۔ عبیر کو باور کراتے عرفان نے دانت پیسے۔

"عرفان صاحب جسے آپ نان سیریس ایٹیٹیوڈ بول رہے ہیں درحقیقت اسے خوش مزاج انسان کہتے ہیں ورنہ چوبیس گھنٹے سیریس رہنے والے قومے کے پیشنٹ انسان کم اور روبوٹ زیادہ لگتے ہیں اور آپکو تو پتہ ہے کہ میں سنجیدہ بالکل بھی نہیں رہ سکتی سنجیدگی میری وہ سوتن ہے جسے میں قطعا برداشت نہیں کرسکتی"۔

تاہنوز غیر سنجیدہ رویہ اور لبوں سے اُمڈتی مبہم شریر مسکراہٹ جسکا ساتھ عبیر کی آنکھیں بھی بخوبی دے رہی تھیں۔

\-

"مس عبیر آپ سر سے کوئی ایسی بات یا سوال نہیں کریں گیں جس سے سر کا پارہ ہائی ہو"۔ کراچی کا یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں ہیلی کاپٹر کے اترنے کی مخصوص جگہ تھی۔۔ عبیر عرفان کے متعاقب گراونڈ کی جانب ہلکے قدم اٹھا رہی تھی جب عرفان نے عبیر کی خصلت کے پیش نظر اسے مخاطب کیا۔

ساتھ ہی سمندر تھا جہاں غروب آفتاب کی کرنیں ہوا کی تاب نالاتے ٹھنڈی پڑ رہی تھیں۔

"بے فکر رہیں عرفان صاحب میرا ٹیسٹ اتنا بھی خراب نہیں ہوا کہ ساٹھ سالہ بزرگ سے سوالات پوچھ کر اپنا دماغ خراب کروں گی"۔ عبیر نے ایک جاندار قہقہ لگایا۔

ہوا کی زد پہ اسکے بال آپے سے باہر ہوتے لہرا رہے تھے جس سے اسکے حسن میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ "ویسے ہم ائیر پورٹ جانے کی بجائے یہاں کیوں آئے ہیں؟؟ کیا عربی سرویل کی پیٹھ پہ بیٹھ کر آئیں گے"۔ عادتاً لاف زنی کرتے عبیر ہنس دی۔

"مس عبیر"۔ عرفان کے ماتھے پہ بل پڑے۔

اسی اثنا میں گرجدار آواز کے ساتھ ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا اس طرف آیا جسے دیکھتے عرفان کے بعد عبیر کے قدم ساکت ہوئے۔۔ سیاہ ہیلی کاپٹر اپنے پروں کو گھماتا گراونڈ پہ بنے ہیلی پیڈ نما نشان پہ اترا جسکے چند منٹوں بعد ایک خوبرو جوشیلے جوان نے ہیلی کاپٹر کی حد پھلانگتے ایک کے بعد دوسرا قدم زمین پہ جماتے سب پہ اپنی شان نمایاں کی۔۔ امید کے عین برعکس نتیجہ اخذ ہوتے عبیر کی لرزتی پلکیں منجمد ہوئیں۔

"عرفان صاحب آپ نے تو بولا تھا کہ انڈسٹری کے آنر آئیں گے مگر یہ تو۔۔"۔ اپنے مقابل میں آنکھیں

گارڈھے اسنے حیرت سے پوچھا جہاں بلیک شلوار قمیض میں زیب تن وہ جوان سر پہ عیگل اور شماگ پہنے عربی تہذیب کی ترجمانی کرتے اس طرف آرہا تھا۔

"یہی تو ہیں اے-جی گروپ آف انڈسٹریز کے آنر مسٹر عمر برقان الگالا"۔ عرفان نے جواباً کہا۔

"اهلا سيدي"۔

(خوش آمدید سر)

اسکے قریب آتے ہی عرفان نے احتراماً کہا جسکے جواب میں اس انسان نے نخوت سے سر کو جنبش دی۔

"من هي؟"۔

(یہ کون ہے؟؟)

بلیک سن گلاسز ہٹاتے اسنے نیلے نین واضح کیئے عبیر ابھی بمشکل سنبھلی ہی ہوگی کہ مقابل کھڑے شخص نے جاذب نظروں کا وار کرتے عبیر کو دوبارہ سے گھائل کیا۔

"سيدي، إن الآنسة عبير هي التي ستؤدي المهمة كسكرتيرة"

(سر یہ مس عبیر ہیں جو بطور سیکٹری کام سرانجام دیں گیں)

عرفان نے اسے آگاہ کیا۔

"حسنا أرسل لي رقمها"

(ٹھیک ہے مجھے اسکا نمبر سینڈ کردو)

بولتے ہی اسنے گاڑی کی جانب قدم اٹھانا شروع کیئے۔

"عرفان صاحب آپ نے عربی بولنا کب سیکھا؟؟"۔ عرفان عمر کے ہم قدم ہوا جب عبیر نے اسکے کندھے پہ تھپکی دیتے اسے مخاطب کیا۔

"میں اس سے پہلے سعودی عرب برانچ میں تھا اس وجہ سے کچھ عربی آتی ہے"۔ عرفان نے دھیرے سے جواب دیا۔

"اچھا تو سر نے آخر میں کیا کہا؟؟"۔ عبیر نے دل آویزی سے کہا۔

"آپکا نمبر مانگا ہے"۔ دو حرفی جواب دیتے عرفان نے قدموں کی رفتار تیز کی جبکہ عبیر کے قدم ساکن ہوئے۔

"نمبر نوں چھڈ جانی

دل میرا لے جا

لگ جانڑاں اکھ میرے ول کر کے

ہائے صدقے"۔ عبیر پوری طرح عربی راج کنور کی تپاک شخصیت کے افسوں میں آ گئی تھی۔

-------------- ------------------------------ -----

عبیر کار میں اسکے برابر دروازے کی دوسری جانب فاصلے پہ بیٹھی تھی۔۔۔ سر جھکائے اسنے عمر کے ہاتھ کو دیکھا جو اسنے سیٹ پہ رکھا تھا۔

رنگ فنگر میں یاقوت کی انگوٹھی تھی جو اسکے سفید ہاتھوں میں اور بھی بیش بہا لگ رہی تھی۔۔ اسکے ہاتھ کی انگلیاں لڑکیوں کی سی ادا لیئے ہوئے تھیں مانو کبھی ان انگلیوں نے کبھی کسی گرد یا گندگی سے اٹکیلیاں نہیں کیں۔

خیال آتے ہی اسنے گود میں رکھا فون اٹھایا اور انلاک کرتے ہی نینا کو کال ملائی۔

"ہیلو نینا۔۔ یار میں تمھیں بتا نہیں سکتی کہ اس وقت میں کونسی کیفیت سے دوچار ہوں"۔ کال ریسیو ہوتے ہی عبیر نے جوش سے کہا۔

"کیوں ایسا بھی کیا ہوا عبیر؟؟"۔ دوسری جانب نینا نے حیرت سے پوچھا۔

"نینا باس پاکستان آ گئے ہیں یار قسم سے اتنے ہینڈ سم، گڈ لکنگ، چارمنگ اور ڈیشنگ ہیں میں تمھیں کیا بتاؤں۔۔۔انکی آنکھوں کے نیلے سمندر کی گہرائی میں اتر جانے کو جی کرتا ہے۔۔۔۔۔اور مزے کی بات وہ میرے ساتھ۔۔۔میرا مطلب ہے مجھ سے تھوڑا فاصلے پہ بیٹھے ہیں"۔چہرہ اٹھائے اسنے عمر کو دیکھا جو کھڑکی سے باہر اپنے ساتھ دوڑتی بھاگتی چیزوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تم باس کی تعریفیں انکے سامنے کر رہی ہو۔۔لڑکی کسی مصیبت میں پھنسو گی ہم بعد میں بات کر لیں گے"۔نینا کو جھٹکا لگا۔

"یہی تو ٹوئسٹ ہے کہانی میں نینا سر کو میری باتیں سنائی نہیں دے رہیں"۔بولتے ہی اسنے قہقہ لگایا۔

"کیا مطلب ؟؟ کیا سر بہرے ہیں ؟؟"۔وہ چونکی۔

"نہیں سر کو اردو نہیں آتی نینا"۔عبیر نے جوابا کہا۔

"سیریسلی ؟؟"۔نینا کو دوسرا جھٹکا لگا۔

"ہاں نا تبھی تو اتنی دیدہ دلیری سے بات کر رہی ہوں"۔عبیر نے مزے لیتے کہا۔

_______________ _______________

ایک کے اوپر دوسرے بازو کو کھڑکی پہ رکھے اس پہ تھوڑی جما کر برسوں بعد ویران آنکھوں میں اک نیا سنہرا خواب سجا کر وہ عرش پہ بادلوں کے جھرمٹ کے پیچھے سے جھانکتے شرمیلے چاند کو دیکھتے مستقل باچھیں کھلائے ہوئے تھی۔

"آج میری آپی گم صم ہیں کیا؟؟ نہیں چپ چپ؟؟ کہیں طبیعت تو خراب نہیں؟؟۔۔نہیں نہیں میری آپی تو خوش ہیں جسکی وجہ سے چپ سادھے پر رونق نظروں سے چاند کو تاڑے جا رہی ہیں"۔عقب سے تعبیر کی آواز ابھری۔

"ارے تعبیر"۔ اسکی آواز پہ عبیر تعبیر کی جانب گھومی۔

"آپکی اس پر اسرار دبی دبی ہنسی کا سبب کیا ہے؟؟"۔ ہاتھ پشت پہ باندھے تعبیر ہلکا سا عبیر کی جانب جھکی۔ "کہیں آپکے وہ نیو برینڈ عربی باس تو نہیں؟؟"۔ تعبیر نے خود سے اندازہ لگایا۔

"ن۔ن۔ نہیں نہیں تعبیر میں بھلا انکے بارے میں کیوں سوچنے لگی آخر باس ہیں وہ میرے بھلا انکا اور میرا کیا جوڑ؟"۔ نظریں چراتے عبیر بیڈ پہ جا بیٹھی۔

"اچھا"۔ تعبیر بھی اسکے تعاقب میں گھومی۔ "انکا نام کیا ہے؟"۔ عبیر کے سامنے بیٹھتے اسنے عبیر کو چھیڑنے کے سے انداز میں کہا۔

"انکا نام عمرب۔۔۔۔۔۔"۔ بولتے بولتے اسکی زبان کو بریک لگی۔

"آگے؟؟؟"۔

"عمرب۔۔۔"۔ عبیر لمحہ بھر کو سوچ میں ڈوبی۔ "ہاں یاد آیا۔۔۔ عمر براق بنی گالا"۔ بولتے ہی عبیر خود اعتمادی سے مسکرائی جبکہ تعبیر کا منہ حیرت سے کھلا۔

---------------- ----------------

"یار عبیر تم نے کل جیسے سر کی شان اور شخصیت کا نقشہ کھینچا میرا تو دل چاہ رہا تھا کہ کل ہی سر کے گھر پہنچ کر انکا دیدار کرلوں"۔ نینا اپنے ٹیبل پہ چیئر سے ٹیک لگائے چہرہ اٹھائے عبیر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جواباً عبیر نے قہقہ لگایا۔

"ارے تم ہنس رہی ہو سچی عبیر میں تو اس وجہ سے وقت سے پہلے ہی آفس آگئی"۔ بولتے ہی وہ سیدھی ہوئی۔

"کیا واقعی؟؟؟ تم کیا اس وجہ سے آفس جلدی آئی ہو؟؟"۔ وہ چونکی۔

"تو اور کیا عبیر تم نے سر کو دیکھا ہے نا اس وجہ سے پر سکون ہو"۔

"کیسا سکون نینا؟؟؟ دیکھ لیا ہے تبھی پوری رات عجیب سی کیفیت میں مبتلا رہی نجانے ایسی کونسی چیز ہے جو مجھے بارہا

انکے بارے میں سوچنے پہ مجبور کرتی ہے"۔ بولتے ہی وہ دوبارہ سوچ میں ڈوبی۔

"تم نے سچ کہا تھا عبیر"۔ آفس کی انٹرنس پہ نظر جاتے نینا کے حواس کام کرنا چھوڑ گئے جس پہ وہ فوراً سے چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

عبیر بھی جھٹ سے دروازے کی جانب گھومی جہاں سکن پینٹ کوٹ پہ سفید شرٹ پہنے عمر ٹھاٹ سے چلتا اس طرف آرہا تھا۔۔ عربی تہذیب کی ترجمانی کرتے شماگ اور عیگل آج اسکے سر پہ نہیں تھے اسکے متبادل آج اسنے سیاہ بالوں کو نفاست سے خاص ترتیب میں سیٹ کیا تھا۔۔ ساتھ ہی بلیک پینٹ کوٹ میں دو گارڈز عمر کی تقلید کر رہے تھے۔

عبیر کا دل ایک بار پھر زور سے دھڑکا۔۔۔ دھڑکنیں اسکی شخصیت کے سحر کے بندھن سے الجھتی چلی جارہی تھیں۔

"أريد أن أخاطب جميع الموظفين. اتصل بهم في غرفة الاجتماعات الآن"

(میں تمام آفس سٹاف سے خطاب کرنا چاہتا ہوں فوراً انہیں کانفرنس روم میں بلاو)

عرفان کو آگاہ کرتے عمر کیبن میں چلا گیا تھا۔

"تم نے صحیح کہا تھا عبیر سر کو واقعی اردو نہیں آتی۔۔۔۔ عبیر"۔ جواب موصول نا ہونے پہ اسنے عبیر کو جھنجوڑا جو کیبن کے دروازے پہ ٹک ٹکی باندھے دیکھ رہی تھی۔

"ہ۔ہ۔ہاں"۔

"میری جان سر اب ادھر ہی ہیں تم اپنی حالت کو قابو میں رکھو ورنہ بہت کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا"۔

"دل تو ہاتھوں سے گیا نینا ایک دن جان بھی چلی جائے گی"۔ سنجیدگی میں بولتی وہ اپنے ٹیبل کی جانب پلٹی۔

"اس لڑکی کو کیا ہوا؟؟"۔ نینا نے بے یقینی میں شانے اچکائے۔

--------------- ---------------

"سوف تكون على دراية بالغرض من زيارتي لباكستان. عانت الصناعة من خسائر مالية بسبب خيانة أشفق. هذه الصناعة هي مصدر رزق لي ولكم جميعا" کانفرنس روم میں سب کے مقابل کھڑے عمر نے با آواز بلند کہا۔

"میرا پاکستان آنے کے مقصد سے آپ سب بخوبی واقف ہوں گے۔ اشفاق کی غداری کے سبب انڈسٹری کو مالیہ نقصان سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ یہ انڈسٹری میرے ساتھ ساتھ آپ سب کا بھی ذریعہ معاش ہے" عرفان جو کہ عمر کے برابر کھڑا تھا، نے ترجمہ کرتے کہا۔

"بدلاً من الابتعاد عن هذه الكارثة، علينا أن نواجهها۔۔ ولهذا لا يمكننا الجلوس بأيدينا"۔

عمر نے مزید کہا۔

"اس ناگہانی آفت سے منہ موڑنے کی بجائے ہمیں اسکا سامنا کرنا ہوگا۔۔ اور اسکے لیئے ہم یونہی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے نہیں بیٹھ سکتے"۔ عرفان نے ہنوز مترجم کا کام سرانجام دیتے کہا۔

"أي أسئلة؟؟"۔ عمر نے ہر اک پہ نظر ڈالی۔

"کوئی سوال؟؟۔۔ آپ لوگ سر سے جو بھی پوچھنا چاہتے ہیں پوچھ سکتے ہیں"۔ بولتے ہی عرفان نے مزید کہا۔

"سر اشفاق کے کیئے کی سزا ہمیں تو نہیں ملے گی؟؟"۔ ایک امپلائے نے سوال بلند کیا۔

"ألا يجب أن نعاقب لأننا معصومون؟؟"۔ عرفان نے عمر کی جانب دیکھا جس پہ عمر نے ہولے سے سر کو جنبش دی۔

"سمكة تفسد البركة بأكملها إذا تمت إزالته لذا تطهر البركة لكن تبقى آثار الأوساخ الإغلاق التدريجي للمسابح يجعل التجمع شفافًا كما كان من قبل هناك حاجة إلى الوقت للتعويض عن هذه الخسارة"۔

"ایک مچھلی پورے تالاب کو گندا کرتی ہے اگر اس مچھلی کو نکال دیا جائے تو تالاب صاف ہو جاتا ہے مگر اسکی گندگی

کے اثرات باقی رہتے ہیں جو آہستہ آہستہ ختم ہوتے تالاب کو دوبارہ سے پہلے کی طرح شفاف بناتے ہیں۔اس نقصان کی بھرپائی میں وقت درکار ہے"

"ہماری تنخواہ بڑھادیں"۔ عبیر نے بے ساختہ کہا جس پہ سب حیرانگی سے اسے تاکنے لگے۔

"زیادہ رات تک"۔ عرفان نے پس و پیش عمر کی جانب دیکھتے کہا جس پہ عمر لمحہ بھر کو خاموش ہوتے عبیر کو گھورنے لگا۔

"العمل الشاق لیلاو نھارا،و سیتم إعطاء ثمار ھذا العمل لک"۔ عمر نے سنجیدگی کا لبادا اوڑھا۔

"آپ دن رات محنت کریں اس محنت کا پھل آپکو ضرور دیا جائے گا"۔ عبیر کی جانب دیکھتے عرفان نے کہا جس پہ عبیر نے منہ بسورا جب کہ باقی سب کا قہقہ گونجا۔

---------------- ---------------

"عبیر تم سر کی بجائے کام پہ فوکس کرو۔۔۔ جس میں تمھاری بہتری ہے بہتر نہیں کہ تم وہی کام سرانجام دو خواہ مخواہ کیوں بلی کا بکرا بننے میں لگی ہو"۔ عبیر اور نینا یکجا عبیر کے گھر میں داخل ہوئے۔

"جب سپہ سالار کو میدان جنگ میں اترنے کا خوف لاحق نہیں تو تمھیں کس بات کا ڈر ہے میری جان؟"۔ ہمیشہ کی طرح بات کو سمجھنے کی بجائے مذاق میں اڑادیا گیا تھا۔

"لگتا ہے کہ سپہ سالار شکست کھا کر ہی دم لے گا"۔

"جس سپہ سالار کا دل ہر چیز سے بے نیاز اور بے خوف ہو اسے مات کا ڈر نہیں ہوتا"۔ نینا کی بات پہ اسنے قدموں کی حرکت کو روکتے چہرہ نینا کی جانب گھمایا۔

"ارے نینا آپی"۔ تعبیر نینا کے قریب آتے شادمانی سے اسکے گلے لگی۔

"تعبیر تم کیسی ہو؟؟ مجھے تو لگا تھا اب تک تم عبیر کی ہمراہی میں پاگل ہو چکی ہو گی"۔ پرخاش گری سے کام لیتے نینا

نے ایک نظر عبیر کو دیکھا۔

"سیریسلی؟؟"۔ عبیر نے بھنووں کو جنبش دی۔

"ہنڈرڈ پرسنٹ"۔ تعبیر کی جانب دیکھتے وہ ہنس دی۔

"اگر ایسا ہے تو پھر تم میری صحبت میں ابھی تک اپنے حواسوں پہ بحال کیسے ہو؟؟ بقول تمھارے ابھی تک تو تمھیں آدھا کیا پورا پاگل ہو جانا چاہیئے تھا"۔ لاف زنی کرتے عبیر کچن میں چلی گئی۔

"نینا آپی آپ لوگ کس مسئلے پہ بحث کر رہے ہیں؟"۔ تعبیر نے دلچسپی سے نینا کے چہرے کو دیکھا۔

"تمھاری آپی مس عبیر حیات کو لو یریا ہو گیا ہے"۔ تعبیر کے شانوں کے گرد بازووں کا حلقہ تنگ کرتے نینا کچن میں داخل ہوئی۔

"اب ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے پسندیدگی اور محبت میں بہت فرق ہے"۔ چائے کی اشیا پتیلے میں ڈالتے عبیر نے پتیلا چولہے پہ چڑھا دیا۔

"نینا آپی عبیر آپی کس سے محبت کرتی ہیں؟ آخر مجھے بھی تو بتائیں"۔ نینا کے قریب آتے اسنے چڑ کر کہا۔

"وہی ہمارے ساٹھ سالہ خوبرو نیلے پانیوں والے عربی باس سے"۔ نینا نے مزے لیتے ہر لفظ پہ زور دیتے کہا جبکہ عبیر اسے کھا جانے والے نظروں سے گھور رہی تھی۔

--------------- ---------------

"عمر بیٹا امی جی کی کال آئی تھی یہ سن کر بہت خفا ہوئیں کہ تم پاکستان ہو اور ان سے ملنے نہیں گئے"۔ بائیاں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں جبکہ دائیں ہاتھ سے فون کان کے ساتھ لگائے وہ دروازے کی جانب پشت کیئے کھڑا تھا دوسری جانب منزہ بیگم نے اسے آگاہ کیا۔

"ماما مجھے نانو جان سے ملنے میں کوئی قباحت نہیں مگر وہ جس مقصد کیلیئے مجھے وہاں بلانا چاہ رہی ہیں اس سے آپ بھی

بخوبی واقفیت رکھتی ہیں۔۔۔میرا نہیں خیال کہ مجھے آپکو بتانے کی حاجت ہے"۔عمر نے خفگی کا اظہار کیا۔

"عمر بیٹا بدظن نہیں ہوتے انہیں صرف اور صرف تم سے ملنے کی چاہ ہے اسکے علاوہ کوئی حرص نہیں"۔

"ہوپ سو ماما ایسا ہی ہو ٹھیک ہے میں کل ان سے ملنے جاوں گا مگر آپ لوگ اس کے علاوہ مجھ سے کوئی توقع مت رکھئے گا"۔عمر نے سختی سے تردید کی۔

--------------- ---------------

"تیرے چہرے سے نظر ہٹتی نہیں کیا ہم کریں"۔

نینا کے مانیٹر پہ کہنی ٹکائے اسنے ہاتھ پہ چہرہ جمار کھا تھا۔۔نظروں کی حد عمر تک تھی جو تھوڑا فاصلے پہ کھڑا کال سننے میں منہمک تھا۔

"خود تو ڈوبو گی صنم ساتھ میں مجھے بھی لے ڈوبو گی"۔نینا نے ہاتھ میں پکڑی فائل اسکے سر پہ دے ماری۔

"یار سیریسلی نینا میں بہت کوشش کرتی ہوں کہ سر سے نگاہ ہٹا کے اپنا پورا دھیان کام پہ لگاوں مگر یہ دل۔۔۔اس دل کا کیا کریں صاحب"۔بولتے ہی اسنے سرسری نگاہ نینا پہ ڈالی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"بہت کم لوگ اس دنیا میں پائے جاتے ہیں جنکا نام انکی پرسنیلیٹی پہ سوٹ کرتا ہے اور سر بھی انہی میں سے ایک ہیں۔۔۔سر کی پردبدبہ شخصیت پہ یہ نام کتنا اچھا ہے نا۔۔۔۔عمر براق بنی گالا"۔دلفریب انداز میں بولتے وہ نینا کی جانب گھومی عبیر اس وقت اس بات سے یکسر بے خبر تھی کہ اسکی آواز ضرورت سے زیادہ اونچی ہو گئی ہے۔

عبیر کے منہ سے عمر کے نام کی جداگانہ ادائیگی نینا کیلیے خاصی حیرت کا سبب بنی۔

"عمر برقان الگالا"۔عمر بھی کال بند کرتے عبیر کی پشت پہ آ کھڑا ہوا جس پہ عبیر کے حواس خمسہ کام کرنے سے قاصر ہوئے۔

نینا بھی ڈگمگاتی نشست چھوڑتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مس عبیر ذرا میرے کیبن میں آیئے گا"۔ عربی لب ولہجے نے عبیر کے سن ہوئے وجود کو حرکت کرنے پہ آمادہ کیا۔

عمر کے جانے کے بعد عبیر نینا کی جانب گھومی۔

"سر کو اردو آتی ہے عبیر"۔ نینا نے عبیر کے سر پہ بم پھوڑا تھا۔

کم ان"۔ پشت پہ دروازے پہ دستک ہوتے اسنے آواز بلند کی جس پہ دروازہ کھلا اور عبیر پس و پیش کیبن میں داخل ہوئی۔

"ایم سوری سر مجھے اس بات کا بالکل اندازہ نہیں تھا کہ آپ اردو زبان جانتے ہیں ورنہ میں ایسا کبھی نا کرتی"۔ سر جھکائے وہ ہاتھوں کو مسلنے لگی تھی۔

"مس عبیر مجھے اس بات کی قطعا کوئی پرواہ نہیں کہ آپ میری شان و شخصیت پہ اعزازی پہاڑے پڑھتی رہیں پرواہ ہے تو صرف اس بات کی کہ آپ اپنے کام سے بے التفاتی برتتے کام کا مخصوص وقت گفت و شنید، قہقہوں اور چہمگوئیوں میں وقف کر رہی ہیں۔۔۔ یہ بات میں آپکے ذہن نشین کرتا چلوں کہ مذاق گفتار لوگوں کی جگہ اس انڈسٹری میں نہیں"۔ عبیر کی جانب گھومتے اسنے آزمودہ کاری سے کہا۔

"میں مانتی ہوں سر کہ مجھے بولنے کا بہت شوق ہے مگر میں اپنا کام ہمیشہ مکمل کرتی ہوں"۔ عبیر نے متبسم انداز میں کہا۔

"مس عبیر کام کے باوجود بھی آپکو ان فضولیات کیلیئے خاصا ٹائم مل جاتا ہے؟" عمر نے حیرانگی سے کہا۔

"نہیں سر لیکن باتوں کیلیئے میں ہمیشہ ہی فری رہتی ہوں"۔ بولتے ہی عبیر ہنس دی جس پہ عمر کے نقوش تنے۔

"مس عبیر اگر ہوائی فائرنگ سے قلعے فتح ہو جایا کرتے تو یقینا آپ اس انڈسٹری میں بحیثیت امپلائے کام سرانجام نا دے رہی ہوتیں۔۔۔ ناؤ گو بیک ٹو یور ورک اور خیال رہے کہ نیکسٹ ٹائم مجھے آپکی روح یوں بھٹکتی نظر نا

آئے"۔۔ عبیر کے قریب آتے ہی عمر نے اسے ڈپٹا جس پہ عبیر بھی دروازے کی جانب گھومی۔

"سر اگر آپکو برا نا لگے تو ایک سوال پوچھنا تھا؟؟"۔ دروازے کی جانب جاتے جاتے وہ دوبارہ سے گھوم گئی۔

"یس؟"۔ عمر بھی عبیر کی جانب پلٹا۔

"سر اگر آپکو اردو آتی تھی تو عربی کیوں بولی میرا مطلب ہے آپ ہم سب سے خود اردو میں بات کر سکتے تھے عرفان صاحب کا سہارا کیوں لیا؟؟"۔ عبیر نے دھیرے سے کہا۔

"مس عبیر پاکستان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہاں ٹیررسٹ بہت ہیں۔۔ کب؟ کہاں؟ کون؟ آ ملے کوئی نہیں جانتا مجھے سب کے ساتھ یوں گھلنا ملنا پسند نہیں اس وجہ سے اطراف کا جائزہ لینے کیلیئے اس بات کو پوشیدہ رکھنا چاہا مگر۔۔۔"۔ تفصیل دیتے اسنے مزید کہا۔

"پاکستانی ہرگز ٹیررسٹ نہیں ہوتے یہاں بم دھماکے باہر سے آنے والے افراد کرتے ہیں بھلا اپنے ہی لوگوں کی جان کوئی کیوں لینا چاہے گا"۔ عبیر کو عمر کی بات ناگوار گزری جس پہ وہ جنگلی بلی کی مانند غرائی۔

"مس عبیر جو بھی ہے جان سب کو پیاری ہوتی ہے میں مزید اس جرہ کے موڈ میں نہیں۔۔۔ آپ جا سکتی ہیں"۔ کوفت میں بولتے اسنے ٹرن لیا۔

"سر اگر اتنی سیکیورٹی اور پاور کے باوجود بھی آپکو موت کا ڈر لاحق ہے تو اس کھوکھلی شان کا کیا فائدہ اس سے بہتر تو وہ سپاہی ہے جو کسی بھی چیز کی پرواہ کیئے بغیر بارڈر پہ صرف ایک رائفل لیئے اپنے وطن اور اس میں بسنے والے باشندوں کی خاطر سینہ تان کے کھڑا ہوتا ہے"۔ برجستگی سے بولتے وہ دروازے کی جانب بڑھی جب کہ اسکی بات سنتے عمر کو جھٹکا لگا کیونکہ زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ کسی نے اس پہ جوابی حملہ کیا تھا۔

-------------- --------------

جدید طرز کا یہ ایک کشادہ، خوبصورت اور عالی شان محل نما گھر تھا جو ایک ہی نظر میں بہت سے لوگوں کی توجہ کا

مرکز بنا رہا۔۔۔ گھر کی شان کے پیش نظر گیٹ بھی عمدہ کاریگری اور مہارت سے بنایا گیا تھا۔۔۔ گاڑی کے ہارن کی آواز پہ پہرے دار نے گیٹ کی بانہیں کھولتے گاڑی کو راستہ دیا تھا جس پہ وہ گاڑی گھر کے اندرونی خانہ پہ ایک خاص عظمت سے ظاہر ہوئی۔

گھر کے فراخ اور وسیع پورچ میں گاڑی کھڑی ہونے کی دیر تھی گیٹ کیپر نے بھاگ کر دروازہ کھولا اور سائیڈ پہ احتراما کھڑا ہو گیا۔

چمچماتے کالے جوتوں کو زمین پہ رکھتے وہ بارعب انداز میں گاڑی سے نکلتے دائیں اور گھوما جہاں اسکے استقبال کی تیاریاں کیئے گھر کے افراد کھڑے تھے۔

"اسلام وعلیکم نانو جان"۔ عمر متوازن چال چلتا دیرینہ سال شمسہ کے قریب آیا جس کی سفید شلوار قمیض اسکی صوفیانہ وضع کو اجاگر کر رہی تھی۔

"وعلیکم السلام نانو کی جان۔۔۔ جیتے رہو"۔ شمسہ نے اسکی صبیح پیشانی پہ بوسہ دیا۔

"زاہدہ خالہ آپ کیسی ہیں؟؟"۔ شمسہ کے بعد اسنے شمسہ کے برابر کھڑی خاتون کو مخاطب کیا۔

"میں ٹھیک ہوں عمر تم سناو۔۔۔ منزہ آپا کیسی تھیں؟؟"۔ عمر کی پیٹھ تھپکاتے اسنے خندہ پیشانی سے کہا۔

"ویلکم عمر"۔ لائبہ جو زاہدہ کے تعاقب میں کھڑی تھی عمر کے قریب آتے نازو انداز سے کہنے لگی جسے عمر نے ان سنا کر دیا تھا۔

"نانو جان میں یہاں کم وقت کیلیئے آیا ہوں میرے پاس زیادہ وقت نہیں بہتر ہے آپ کھانے کا انتظام نا کریں"۔ شمسہ کو مخاطب کرتے عمر نے آگاہ کیا۔

"ابھی تو آئے ہو عمر؛ گھر قدم رکھا تو ہے نا جو جانے کی جلدی پڑ گئی"۔ شمسہ نے کبیدہ خاطری سے کہا۔

شمسہ کے ہمراہ عمر نے گھر کے اندرونی جانب قدم اٹھانا شروع کیئے۔

For more visit (exponovels.com)

--------------- ---------------

"ماما یہ عمر کے مزاج میرے لیئے بدل کیوں نہیں جاتے؟ ایک طرف میں ہوں جو اس سے ملنے کیلیئے شدت سے بے قرار تھی اور وہ ہے کہ اپنی انا اور اکڑ پہ برقرار ہے"۔ ناک منہ چڑھائے وہ زاہدہ اور کامران کے روم میں داخل ہوئی۔

"میری جان عمر سعودی عرب میں پلا بڑھا ہے۔۔ سعودی عرب اکیلے رہنے کیساتھ ساتھ وہ اے.جی گروپ آف انڈسٹریز کا اکلوتا وارث بھی ہے اسے یہ سب بالکل پسند نہیں۔۔۔ منزہ آپا بھی بتا رہی تھیں کہ عمر کو لڑکیوں سے دوستی اور بات کرنا زیادہ پسند نہیں۔۔۔ بہت ہی سادہ مزاج طبیعت کا مالک ہے"۔ زاہدہ جو بیڈ کے تاج کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھی لائبہ کے آتے ہی سیدھی ہو بیٹھی۔

"سادہ مزاج۔۔۔ تو ماما میں کونسا اسکے مزاج پہ پھول بوٹے لگا رہی ہوں اور ماما ایسا بھی کیا کہ سلام کیلیئے ہاتھ بڑھاو تو ناک منہ پھلائے منہ کا رخ ہی موڑ دو"۔ طیش میں بولتی وہ زاہدہ کے سامنے بیڈ پہ آ بیٹھی تھی۔

"ارے کیا بات چیت چل رہی ہے دونوں ماں بیٹی میں؟؟؟"۔ اسی اثنا میں کامران نے روم کی دہلیز پار کی۔

"پاپا"۔ مسکراہٹ کو لبوں پہ سجاتے لائبہ کامران کی جانب لپکی۔

"کیا ہوا میرا بچہ پریشان لگ رہا ہے؟؟ کوئی مسئلہ ہے کیا؟؟"۔ لائبہ کے چہرے کے تاثرات بھانپتے کامران نے کہا۔

"ارے نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ دراصل آج عمر آیا تھا وقت کی قلت کی وجہ سے لائبہ اور عمر میں زیادہ بات چیت نا ہو سکی یہی بات لائبہ دل سے لگا بیٹھی ہے"۔ زاہدہ نے جوابا کہا۔

"عمر آیا تھا؟؟"۔ زاہدہ کے قریب آتے کامران نے دہرا کر پوچھا۔

--------------- ---------------

پورے گھر میں گنے چنے نوکروں کے علاوہ صرف اسی کا وجود تھا۔۔ مکمل خاموشی اور سناٹے کے باعث قدموں کی آہٹ واشگاف سنائی دے رہی تھی۔

روم میں داخل ہوتے اسنے کوٹ اتارتے دائیں جانب صوفے پہ پھینکا پھر قدم اٹھاتا بیڈ کی جانب آیا جو بائیں جانب تھا۔۔ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے اسنے پینٹ کی پاکٹ سے فون نکال کر انلاک کیا۔

خیال آتے ہی اسنے کال لاگ سے عبیر کا نمبر نکالا جونہی فون نما سبز نشان کی جانب اسنے انگلی کو حرکت دی اسی اثنا میں ذہن میں آنے والے خیال کو جھٹکتے اسنے کال مینیو بند کیا پھر ڈائل ہسٹری سے عرفان کا نمبر نکال کر اسے کال کی۔

"عرفان میں کل آفس نہیں آسکتا مس عبیر تک میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ کل میں ان سے گھر ہی ملاقات کروں گا"۔

بات مکمل کرتے اسنے کال کاٹ کر فون بیڈ پہ رکھا اور خود واش روم کا رخ کیا۔

--------------- ---------------

جس روم میں وہ داخل ہوئی تھی اس روم کی چار دیواری فوٹو فریمز سے منور تھی جو خاص ترتیب اور سٹائل سے لگائی گئیں تھیں۔۔۔ ہر فوٹو فریم میں سیلفی تھی جو دو چہرے لیئے ہوئے تھی جس میں ایک مخصوص عمر کا تھا جو غالبا ٹین ایج میں تھا اور دوسرا چہرہ لڑکیوں کا تھا جو ہشاش بشاش انداز میں عمر کے پہلو میں کھڑی تھیں جیسے ان تمام کا عمر کے ساتھ کوئی گہرا تعلق ہو۔۔۔ ہر تصویر کو بغور دیکھتے وہ عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔۔ اسکا دماغ رنگ برنگی سوچوں میں گھرا تھا۔

"لگتا ہے سر شروع سے ہی فلرٹ کے شوقین ہیں"۔ دروازے کی جانب پشت کیئے وہ بڑبڑائی۔۔۔اسی دوران عمر اسکی پشت پہ آکھڑا ہوا اور بدقسمتی سے عبیر کے الفاظ اسکی حس سامعہ سے جا ٹکرائے۔

"مس عبیر"۔ عبیر کی بات کو ان سنی کرتے عمر نے آواز بلند کی جس پہ عبیر اسکی جانب گھومی۔

For more visit (exponovels.com)

"گڈ مارننگ سر"۔

بغیر جواب دیئے عمر اپنے بائیں جانب صوفے پہ جا بیٹھا تھا اور عبیر کو اپنے مقابل بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"جی سر؟؟"۔ اسکے سامنے نشست سنبھالتے ہی عبیر نے کہا۔

عمر نے قدرے آگے کو ہوتے ٹیبل پہ رکھی فائل اپنے سامنے کی۔

"مس عبیر یہ ملک ریفائنزری کے ساتھ میٹنگ کی تمام ڈیٹیلز ہیں آپ اسے اچھے سے چشم گزار کر لیں میں نہیں چاہتا کہ کوئی بدمذگی بنے"۔ فائل عبیر کی جانب بڑھاتے عمر نے اسے سنجیدگی سے باور کرایا۔

"اوکے سر"۔ عبیر نے سر ہلایا۔ "سر اگر آپ مائنڈ نا کریں تو ایک سوال پوچھ سکتی ہوں؟؟"۔ روم میں موجود تمام تصاویر ابھی تک اسکی توجہ کا مرکز بنی تھیں جس پہ وہ متحیر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔

"یس؟"۔ عبیر کے ساتھ گزارے دو دن اسے اس بات کا مکمل احساس دلا چکے تھے کہ عبیر بولنے سے پہلے سوچنے والوں میں سے نہیں بلکہ بولنے کے بعد سوچنے والوں میں سے ہے۔

"سر آپکو کبھی پیار ہوا ہے۔۔ میرا مطلب ہے محبت۔۔ نہیں عشق۔۔۔ نہیں میرا مطلب ہے کہ ان میں سے کچھ بھی"۔ عادتاً عبیر بغیر کچھ بولے عمر سے سوال کر بیٹھی تھی جسکا پچھتاوا اسے بعد میں شدت سے نادم کرنے کو تیار تھا۔

عبیر کا سوال سنتے عمر طنزیہ ہنسا۔

"مس عبیر فلرٹ کے پجاری کبھی بھی عشق و محبت جیسے رشتوں میں اپنے وقت کا ضیاع نہیں کرتے"۔

عمر کے جواب پہ عبیر کے ذہن میں چند لمحوں پہلے بولے گئے الفاظ گردش کرنے لگے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ مجھے اپنی زبان بند ہی رکھنی چاہیئے خاص کر سر کے معاملے میں پتہ نہیں ان کے ساتھ کونسا وائرلیس ایئر پیس فٹ ہے جو انہیں میری ہر بات سنائی دے جاتی ہے"۔ منمناتے ہی وہ صوفے سے اٹھی۔

--------------- ---------------

کالے آسمان پہ رنگ برنگے تاروں کا تھال دھرا تھا جو آب و تاب سے چمک کر دیکھنے والے کو اپنا گرویدہ بنا رہا تھا۔

"زاہدہ تمھیں اپنی بہن سے عمر اور لائبہ کے رشتے کی بات کرنی چاہیئے"۔ بیڈ کی دوسری سائیڈ سنبھالتے کامران نے اسے مخاطب کرتے تجویز دی۔

"آپ نے تو میرے دل کی بات کہہ دی۔۔ میں بھی ایسا ہی چاہتی ہوں کہ لائبہ اور عمر رشتہ ازدواجی میں منسلک ہو جائیں مگر دوسری جانب منزہ آپا کا بھی خیال آتا ہے کہ وہ میری بات کو غلط رنگ نا دے دیں یہی سوچ کے یہ بات لبوں تک نا لائی"۔ زاہدہ نے تائید کرتے کہا۔

"اگر ہم یونہی ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہے زاہدہ تو وقت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا"۔ کامران نے اعتراض کیا۔

"بات تو آپکی بجا ہے کامران لیکن مجھے اس بات کا ڈر ہے کہیں ایسا نا ہو کہ عمر کی آڑ میں ہم لائبہ کیلیئے آئے دوسرے رشتوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھیں"۔ زاہدہ کو تشویش ہوئی۔

--------------- ---------------

بلیک سکرٹ پہ سفید شرٹ پہنے، بالوں کا فرنٹ سے پف بنائے اور بقیہ بالوں کو پونی ٹیل میں مقید کیئے، سکرٹ کے ہم رنگ دوپٹے کو گلے کے گرد لپیٹے، پیروں میں سادہ سینڈلز پہنے وہ تیز قدموں سے پھولتی سانس کے ساتھ لفٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔ ساتھ ہی لفٹ بند ہونے کا اندیشہ بھی تیزی سے بڑھ رہا تھا۔

بمشکل اسنے لفٹ میں قدم رکھا تھا کہ سکرٹ کا کچھ حصہ لفٹ کے دروازے میں آنے سے وہ بغیر سامنے دیکھے دروازے کی جانب گھومی۔۔ تھوڑی مشقت کے بعد وہ سکرٹ آزاد کروانے میں کامیاب ہوگئی تھی۔

جونہی اسنے سکرٹ اپنی جانب پوری قوت سے کھینچی اسکی پشت چوڑے سینے کے حامل مردانہ جسامت سے جا

ٹکرائی جس پہ وہ بوکھلا کر ہڑبڑاہٹ میں اسکی جانب مڑی۔۔۔اسکی آنکھوں کی پتلیاں یہ دیکھ کر پھیلیں کہ وہ اور کوئی نہیں عمر برقان الگالا تھا۔

وقت کی کرم نوازی تھی یاحالات کی دستگیری کہ یہ سانحہ اسکے بعد عمر کے چشم گزار ہوا تھا۔

اپنی پھولتی سانسیں بحال کرنے کی کوشش میں وہ جلدی میں عمر کی دائیں جانب برابر میں کھڑی ہوگئی۔۔۔اسکازور سے دھڑکتادل پسلیاں توڑ کر باہر نکل آنے کو بے تاب تھا۔

جبکہ دوسری جانب عمر جوں کاتوں کھڑا تھا۔

عمر کی طلسماتی شخصیت کے سحر سے پیچھا چھڑاتے اسنے دشواری سے اپنی سانسیں بدستور کی ہی تھیں کہ عمر کے کپڑوں سے اڈتی کریڈ ایونٹس کی سحر آگیں خوشبو نے ساحر کی مانند ایک بار پھر اسے سحر آزمائی میں ڈال دیا تھا۔

عبیر کے نتھنوں کے گرد وہ خوشبو دیگ پہ ناگ کی مانند ڈھاک مارے بیٹھی تھی۔۔خوشبو میں موجود الکوحل کی مانند خمار سے اسکا سر ہلکا سا چکرا گیا تھا۔۔۔لفٹ کا دروازہ بانہیں پھیلائے کھلا تو عمر کوٹ جھاڑتا گھمنڈی انداز میں لفٹ سے نکلتا اپنے کیبن کی جانب بڑھا عبیر بھی شکرانے کے نوافل ادا کرتی لفٹ سے باہر نکلی۔

گرچہ عمر کا وجود وہاں نہیں تھا مگر اسکی خود بینی خوشبو ابھی تک عبیر کے وجود سے لپٹی تھی۔۔۔اس خوشبو سے پیچھا چھڑانے کی کوشش میں وہ لفٹ سے دور تیز گام ہوئی مگر وہ خوشبو جیسے اسکی تقلید میں تھی۔

"ارے عبیر کیاہوا؟؟"۔مخالف سمت سے نیٹا اس طرف آئی۔۔۔عبیر کی اندوہ ناک حالت اسے تھوڑی معیوب لگی۔

اسکے ہاتھ کپکپارہے تھے اور پیشانی پہ اوس کی ننھی ننھی بوندیں ابھر آئیں تھیں۔

"یار نیٹا میں اس انڈسٹری میں مزید نہیں رہ سکتی۔۔۔میں ریزائن چاہتی ہوں"۔عبیر نے جیسے حتمی فیصلہ سنایا۔

"تمھارا۔۔۔عبیر تمھارا دماغ تو ٹھیک ہے؟؟"۔اردگرد ماحول کا جائزہ لیتے اسنے آواز میں ٹھہراو پیدا کیا۔

"نہیں نینا میرا دماغ مکمل خراب ہو چکا ہے اب اگر مزید یہاں ٹھہری تو میری زندگی بھی برباد ہو جائے گی"۔

آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو اسنے بمشکل حلق سے اتارا جس سے گلے میں سوز پیدا ہوا۔

"اچھا مان لو کہ تم ریزیگنیشن لیٹر سر کو دو گی لیکن تم ان سے کہو گی کیا عبیر؟؟ سر تم سے اسکا جواز مانگے گیں اور اگر کوئی ٹھوس جواز نا ہوا تو تم اچھے سے جانتی ہو کہ سر تمھارے ساتھ کیا کریں گے۔۔ ہوپ سو مجھے تمھیں بتانے کی ضرورت نہیں؟"۔ نینا نے باور کراتے کنفرم کیا۔

کم ان"۔ نظروں کا وار ٹیبل پہ رکھے لیپ ٹاپ پہ تھا اور انگلیاں کی بورڈ پہ چلت پھرت تھیں جب دروازے پہ دستک اسکے کام میں مخل ہوئی۔

ہاتھ میں لفافہ پکڑے وہ ہلکے قدم رکھتی ٹیبل کے قریب آئی۔

"جی مس عبیر؟"۔ حرکت محسوس نا ہونے کی صورت میں اسنے چہرہ اٹھایا جہاں عبیر نروس کھڑی تھی۔

"سر یہ میرا ریزیگنیشن لیٹر"۔ ہمت کی ٹکڑیوں کو جوڑتے اسنے پس و پیش زبان کو حرکت دیتے لفافہ ٹیبل پہ رکھا۔

"وٹ دا ہیل از دس مس عبیر؟"۔ عمر نے لرزہ خیز انداز میں کہا۔

"سر میں یہ جاب برقرار نہیں رکھ سکتی"۔ عبیر نے چہرے کے تاثرات بحال کیئے۔

"آپ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس انڈسٹری کے ساتھ آپ نے ایک معاہدہ کیا تھا پھر بھی آپ ایسا بول رہی ہیں۔۔۔ حیرت ہے"۔ خود کو ڈھیلا چھوڑتے اسنے چیئر کی پشت سے ٹیک لگائی جس سے پشت قدرے پیچھے کو کھسک گئی۔

"جی سر"۔

"وجہ جان سکتا ہوں؟؟"۔ عمر نے بے زارگی سے کہا۔

"سر میری امی کی طبیعت بہت خراب ہے انہیں میری ضرورت ہے ایسے میں میرے لیئے یہ جاب کرنا بہت مشکل

For more visit (exponovels.com)

ہے"۔ حسب معمول بغیر کچھ سوچے عبیر نے الفاظ کے تیر چلائے۔

--------------- ---------------

"او گاڈ عبیر پتہ نہیں تمھیں کب عقل آئے گی ؟۔۔ تمھیں کوئی بہانہ بنانا تھا تو وہ بناتی جو صحیح تھا اور حقیقت بھی؛ اپنی مری ہوئی ماں کو ہی سہارا بنا لیا۔۔ اگر سر نے تمھاری ماں سے ملنے کی خواہش ظاہر کر دی تو تم مکمل پھنس جاو گی تمھیں اندازہ ہے اس بات کا؟؟"۔ عبیر اور نینا انڈسٹری پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ رہیں تھیں جب نینا نے اسے حقیقت سے روشناس کروانے کی جدوجہد کی۔

"نینا یار سر بھلا میرے گھر کیوں آئیں گے ؟۔۔ ریلیکس تم کچھ زیادہ ہی سوچنے لگ جاتی ہو کچھ نہیں ہوتا اگر سر نے میری ماں سے ملنا ہوتا تو وہ بول دیتے نا۔۔ ابھی سر نے کچھ نہیں کہا تو بعد میں بھی نہیں کہیں گے"۔ عبیر نے تسلی بخش انداز میں کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے کہ تمھیں نا کوئی بات سمجھ آتی ہے نا ہی کسی بات کی ٹینشن ہوتی ہے اور ہمیشہ یہی کمزوری تمھیں آ پکڑتی ہے"۔ کار کے قریب آتے نینا نے ہاتھ میں پکڑے کی چین سے اسے انلاک کیا۔

"ٹینشن سے کیا ہوگا؟؟ بس سر درد ہی ہوگا نینا اور تو کچھ نہیں"۔ بولتے ہی اسنے ڈرائیونگ سیٹ کی دوسری طرف والا دروازہ کھولا۔

--------------- ---------------

اپنی دائیں ٹانگ فولڈ کرتے اسنے بائیں ٹانگ بیڈ سے نیچے لٹکا کر سامنے لیپ ٹاپ رکھا تھا جس کے کی بورڈ پہ اسکی انگلیاں مسلسل مٹرگشت کر رہی تھیں۔

"آپی آپ کیا کر رہی ہیں؟؟"۔ اسکو لیپ ٹاپ کی دنیا میں محو دیکھ تعبیر اسکے قریب آئی۔

"کچھ نہیں تعبیر جاب کیلیئے اپلائی کر رہی ہوں"۔ بغیر نظر اٹھائے اسنے جواب دیا۔

"جاب؟"۔وہ چونکی۔"مگر آپی آپکو جاب ڈھونڈنے کی کیا ضرورت؟؟وہ تو آپکے پاس آل ریڈی ہے نا"۔ آنکھوں میں حیرت سمیٹے وہ اسکے سامنے آبیٹھی۔

"نہیں عبیر میں نے ریزائن کر دیا ہے"۔عبیر نے متاسفانہ انداز میں کہا۔

"مگر کیوں آپی؟ آپ نے تو کہا تھا کہ آپ یہ جاب نہیں چھوڑیں گیں بہت اچھی جاب ہے اور ویسے بھی جب میں نے آپ سے یہ جاب چھوڑنے کا بولا تھا تب آپ نے کہا کہ یہ جاب چھوڑنا اتنا آسان نہیں جتنا میں سمجھ رہی ہوں تو پھر اب کیا ہوا؟؟"۔بچگانہ ذہن کے پیش نظر وہ عبیر کی آنکھوں میں چھپی افسردگی کو نا پڑھ سکی۔

"بس ایسے ہی تعبیر۔۔۔تم بتاو تم نے کھانا کھالیا؟؟"۔بات کو آئیں شائیں کرتے اسنے کہا۔

"جی آپی وہ تو کب کا کھا چکی"۔تعبیر نے متبسم انداز میں کہا۔"آپی اگر آپکو برا نا لگے تو ایک بات پوچھوں؟"۔ خیال آتے ہی اسنے دھیرے سے کہا۔

"پوچھو"۔لیپ ٹاپ آف کرتے اسنے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا۔

"کیا آپ سچ میں اپنے باس سے محبت کرتی ہیں اور اسی وجہ سے جاب چھوڑ دی"۔نینا کے ساتھ ہوئی بات چیت کو ملحوظ خاطر لاتے اسنے کہا۔

گرچہ تعبیر کو اس بات کا کامل یقین تھا کہ عبیر اسکی کم عمری اور دماغ بھٹکنے کے ڈر سے کبھی بھی سچ نہیں اگلے گی لیکن پھر بھی اسنے ایک کوشش کرنا ضروری سمجھا۔

"نہیں تعبیر نینا کے مزاج سے تو تم اچھے سے واقف ہو"۔نفی کرتے اسنے جبراً قہقہ لگایا جبکہ آنکھوں میں نمی امڈ آئی تھی جسے چھپانے کی غرض سے اسنے چہرہ جھکا لیا۔

"اور آپ کے بھی"۔بات کے قعر تک پہنچتے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ عبیر نے چہرہ اٹھا کے اسے بے یقینی میں دیکھا۔

--------------- ---------------

اپنے کیبن کے باہر کھڑا وہ ہاتھ میں پکڑی فائل کا سرسری مطالعہ کرنے میں لگا تھا۔

"گڈ مارننگ سر"۔ عرفان اسکے قریب آکر کہنے لگا۔

"عرفان میں نے یہ فائل دیکھ لی ہے ایسا کرو تم اس فائل کو آر جے رفائنرری بجھوا دو اور ہاں مس عبیر کو میرے کے۔۔۔۔۔۔"۔فائل عرفان کے سپرد کرتے وہ کیبن کی جانب گھوما جب عبیر کا نام لبوں پہ آتے اسکے قدم ساکن ہوئے عرفان متعجب کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

"عرفان مس عبیر کے گھر کا ایڈریس مجھے سینڈ کرو"۔ چہرے کو جنبش دیتے اسنے عرفان کو دیکھا پھر کیبن کی جانب قدموں کو حرکت دینا شروع کی۔

اسی دوران نینا کا وہاں سے گزر ہوا جب عبیر کا نام کانوں سے ٹکراتے عمر کے جاتے ہی وہ عرفان کے نزدیک آئی۔

"عرفان صاحب یہ سر عمر عبیر کے بارے میں کیا بات کر رہے تھے؟؟"۔

"مس نینا سر مس عبیر کے گھر کا ایڈریس مانگ رہے تھے"۔ پینٹ کی پاکٹ سے فون نکالتے عرفان نے عبیر کے گھر کا ایڈریس عمر کے نمبر پہ سینڈ کیا۔

"عبیر کے گھر کا ایڈریس۔۔۔ مگر کیوں؟؟"۔وہ چونکی۔

"پتہ نہیں شاید انکے گھر جانے کے خواہش مند ہیں"۔ عرفان نے اندازہ لگایا۔

"او گاڈ"۔نینا بڑبڑاتے اپنے ٹیبل کی جانب بڑھی۔

--------------- ---------------

نینا کے انفام کرنے پہ عبیر نے اپنی جانب سے تمام احتیاطی تدابیر کرلیں تھیں۔

ڈور بیل بجی تو تعبیر نے گیٹ کھولا۔

For more visit (exponovels.com)

نیلی فام آنکھیں سیاہ چشمے کے پہرے سے اسی وقت بازیاب ہوئیں تھیں،، گرے پینٹ کوٹ پہ سفید شرٹ اور سیاہ ٹائی،، کالے بال سلیقے سے جیل لگا کر سیٹ کیئے گئے تھے،، گوری رنگت پہ ہلکا خط جو اسکی شخصیت کو اور بھی ابھار رہا تھا،، ہاتھ میں شاپنگ بیگز جن میں مختلف فروٹس تھے جو اسنے اسی وقت گارڈ کے ہاتھوں سے پکڑے تھے اور پیروں میں چمچماتے کالے جوتے۔

عبیر کی زبانی شخصیت کے ہو بہو عناصر قاش تھے رتی برابر بھی شک کا احتمال باقی نا رہا تھا۔

"مس عبیر؟؟؟"۔اسکی نظریں خود پہ منجمد دیکھ عمر نے پہل کی۔

"جی آپی اندر ہیں۔۔ آپ آیئے نا"۔سائیڈ پہ ہوتے اسنے عمر کو راستہ دیا پھر گیٹ بند کرتے عمر کی ہمراہی میں گھر کے اندرونی جانب بڑھی۔

"اسلام وعلیکم سر"۔ عبیر جو کچن سے نکلتے روم کی طرف جا رہی تھی عمر کو دیکھتے ہی رک گئی۔

"وعلیکم السلام مس عبیر۔۔۔ سوری آپکو انفام کیئے بنا ہی آگیا وہ دراصل آپکی والدہ کی بیمار پرسی کرنا چاہتا تھا"۔ بولتے ہی اسنے ہاتھ میں پکڑے شاپنگ بیگز عبیر کی جانب بڑھائے۔

"کوئی بات نہیں سر لیکن اسکی کیا ضرورت تھی آپ آگئے یہی مکتفی تھا"۔

"کسی کے گھر خالی ہاتھ جانا مناسب نہیں لگتا مس عبیر۔۔۔ آپکی والدہ سو تو نہیں رہیں؟"۔اسنے احتیاط پوچھ لیا۔

"نہیں نہیں سر امی جاگ رہی ہیں۔۔۔ تعبیر یہ کچن میں لے جاو"۔شاپنگ بیگز تعبیر کی جانب اچھالتے اسنے کہا۔" آیئے سر"۔

عبیر کے متعاقب عمر جس روم میں داخل ہوا وہاں ایک سن رسیدہ عورت بیڈ پہ چت لیٹی تھی جو عمر کو دیکھتے ہی اٹھ بیٹھی۔۔۔ عورت کی سیاہی مائل رنگت عمر کیلیئے خاصی کشاکش کا سبب بنی جس سے اسکے چہرے کے زاویے لمحہ بھر کو بدلے پھر دوبارہ سے تاثرات بحال کرتے وہ بیڈ کے قریب آیا۔

"اسلام و علیکم آنٹی۔۔اب آپکی طبیعت کیسی ہے؟؟"۔

\-

"آپ پڑھتی ہیں یا گھر داری سیکھنے کی مشقت میں پڑھائی سے ہاتھ دھو بیٹھی ہیں؟؟؟"۔ عمر تعبیر کی سنگت میں روم سے نکل کر انٹرنس کی جانب دھیرے دھیرے قدم رکھ رہا تھا جب اسنے تعبیر کو مخاطب کیا۔

"نہیں نہیں ایسا نہیں ہے میں ایف ایس سی پارٹ ٹو کی سٹوڈنٹ ہوں۔۔ پڑھائی چھوڑنے کے بارے میں'میں سوچ ہی نہیں سکتی میری آپی بہت سخت ہیں"۔ نفی کرتے وہ ہنس دی۔

"ماشاءاللہ آپکی آپی جیسا کم یاب گوہر خدا کی ذات نے ایک ہی تخلیق فرمایا ہے"۔ عمر بڑبڑایا۔

"آپ نے کچھ کہا"۔ تعبیر نے کنفرم کیا۔

"ہ۔ہاں میں یہ پوچھ رہا تھا کہ آپکے بابا کا انتقال کیسے ہوا؟؟"۔

"جی وہ تو امی اور ابو ایک ساتھ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ وہ دونوں گھر ہی آرہے تھے جب راستے میں ایک بھیانک حادثہ رونما ہوا اور ابو اللہ کی رحمت میں چلے گئے"۔وقت کی نزاکت کے پیش نظر اسنے الفاظ کے ہیر پھیر سے کام لیا۔

"معذرت کے آپکو تلخ یادوں میں واپس دھکیلا"۔ عمر نے پشیمانی سے کہا۔

"ارے کوئی بات نہیں حقیقت کا سامنا کرنا چاہیئے اور آپ نے کچھ غلط نہیں پوچھا"۔تعبیر کے لبوں پہ دھیمی مسکراہٹ رینگی۔

"آپ کا کوئی بھائی نہیں ہے؟"۔ عمر نے مزید پوچھا جس پہ تعبیر نے نفی میں سر ہلایا۔

عبیر بھی روم کا دروازہ بند کرتے اس طرف آئی۔

"سر آپ تھوڑی دیر اور رک جاتے تو میں کھانا بنا لیتی۔۔ کھانے کا وقت ہے اور آپ ایسے ہی جا رہے ہیں مجھے بالکل

اچھا نہیں لگ رہا"۔ عبیر نے تاسف سے کہا۔

"اٹس اوکے مس عبیر"۔ عبیر کی جانب دیکھتے اسنے مختصرا کہا۔

"عمر سر آپکی فیملی کہاں ہوتی ہے ؟؟؟"۔ تعبیر نے بے ساختہ پوچھ لیا۔

"سر نہیں بھائی کہو مجھے اچھا لگے گا۔۔ میری فیملی سعودی عرب ہے ہم شروع سے ہی وہاں سیٹل ہیں"۔ تردید کرتے عمر نے جواب دیا جبکہ عبیر مبہوت اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔

--------------- ---------------

واش روم سے نکلتے وہ سیدھا بیڈ پہ آگیا تھا جیسے ہی وہ بیڈ پہ بیٹھا اسکا فون پوری قوت سے چیخا۔۔ آگے کو ہوتے اسنے سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا جہاں سکرین پہ دیاب کا نمبر شان سے چمک رہا تھا۔

"الِاسلام والمعرفة"

(اسلام وعلیکم)

کال ریسیو کرتے ہی عمر نے فون کان کے ساتھ لگایا جب دوسری جانب سے دیاب کی پرزور آواز عمر کے کانوں سے ٹکرائی۔

"كيف هي السنة دیاب الِاسلام؟"

(سناو دیاب کیسے ہو؟؟)

عمر نے خوش دلی سے جواب دیا۔

"أنا بخير أن تستمع كيف كانت زيارة باكستان؟"

(میں ٹھیک ہوں تم سناو؟ کیسا رہا پاکستان کا وزٹ؟)

"نعم أنا فقط أفتقدك كثيرًا"

For more visit (exponovels.com)

(ہاں بس ٹھیک ہی تمھیں مس کر رہا ہوں بہت)

ٹانگیں اوپر کو کرتے عمر نے تاج کے ساتھ ٹیک لگالی۔

"كنت أفتقدك أيضًا وهذا هو السبب في أنني اتصلت بك بأخبار جيدة"

(میں بھی تجھے مس کر رہا تھا اور اسی لیئے ایک خوش خبری کے ساتھ ہی تجھے کال کی ہے)

دیاب نے جوش سے کہا پھر قہقہ لگا کر ہنس دیا۔

"خبر جيد؟؟ ياله من خبر سعيد يوم؟؟"

(خوش خبری؟؟ کیسی خوش خبری دیاب؟؟)

عمر پوری طرح چونکا۔

"أقيم المهرجان، الذي تم إلغاؤه في العام الماضي، في المهرجان. هذا لن يكون عمر المهرجان العادي. شخصيات كبيرة من العرب سوف تأتي أيضا في ذلك"

(جو فیسٹیول پچھلے سال منسوخ ہو گیا تھا وہ فیسٹیول پر سو منعقد کیا گیا ہے۔۔۔ یہ کوئی عام فیسٹیول نہیں ہو گا عمر اس میں عرب کی عظیم شخصیات بھی آئیں گیں)

"هذه أخبار جيدة جدا، بالتأكيد سأتي إلى الله"

(یہ تو بڑی اچھی خبر دی تم نے انشاء اللہ میں ضرور آوں گا)

جس دن کا عمر اور دیاب کو بے صبری سے انتظار تھا آخر وہ دن آنے والا تھا۔

وقت نے عمر کو ایک اور موقع دیا تھا کہ وہ اپنے سب سے عزیز دوست دیاب سے دوبارہ براہ راست ملاقات کر سکے۔

_______________ _______________

بحیرہ عرب کی سمندری رنگ لہریں کنارے پہ آکے دم توڑ رہیں تھیں۔۔ آفتاب کی زرد چوب کرنیں پانی پہ اپنے اثرات چھوڑتے اس پہ سنہرا جادو کرتے اسے اپنے افسوں میں جکڑ رہیں تھیں۔

سیاہ رنگ ہیلی کاپٹر سیاہ پروں کا ہوا کے سیلاب سے معرکہ کراتا دوبئی کی سرزمین پہ برج العرب کے سامنے اترا تھا۔

کچھ ہی دیر میں عمر نے آسمان صفت شلوار قمیض پہنے ہیلی کاپٹر کی حد پھلانگتے دوبئی کی سطح گیتی پہ اپنے قدم جمائے تھے۔۔۔ عمر کی پذیرائی کیلیئے ایک سیاہ لیموزین اور دو سفید پراڈو پہلے سے وہاں موجود تھیں۔۔۔ لیموزین عمر کیلیئے مختص تھی جبکہ پراڈو گارڈز کیلیئے۔

عمر کے باہر آتے ہی آدھے گارڈز اسکے دائیں بائیں ہوئے اور آدھے اسکے متعاقب۔۔ عمر انکی پاسبانی میں لیموزین تک قدم اٹھانے لگا۔۔ لیموزین کے قریب آتے ہی ایک گارڈ نے آگے بڑھتے اسکا دروازہ کھولا۔۔۔ عمر کے لیموزین میں بیٹھتے ہی تمام گارڈز مختص کردہ پراڈو میں بیٹھے۔

شاہراہ دوبئی پہ گاڑیوں کے طوفان کو عبور کرتیں وہ تینوں گاڑیاں کچھ گھنٹوں کے نقصان پہ اپنی منزل پہ پہنچ گئیں تھیں۔

________________ ________________

اے جی گروپ آف انڈسٹریز سے ریزائن کے بعد عبیر نے قطر ایئر لائنز میں کیبن کریو کی سیٹ پہ اپلائے کیا تھا جسکے لیئے آج اسے انٹرویو کی غرض سے بلایا گیا تھا۔

" Miss Abeer we've seen your CV. You have previously worked as an employee at the AG Group of Industries which is one of the most well-known industry.Hopefully after working in this industry, you will have all

the features that this job requires. If any, there is a reduction so it will go

"away over time. We will give you this job. Join us tomorrow

(مس عبیر ہم نے آپکی سی وی دیکھ لی ہے۔ اس سے پہلے آپ اے جی گروپ آف انڈسٹریز میں بحیثیت امپلائے کام کر چکی ہیں جو کہ ایک بہت معروف ترین انڈسٹری ہے۔ امید ہے کہ اس انڈسٹری میں کام کرنے کے بعد آپ میں وہ تمام خوبیاں ہوں گی جو اس جاب کی ضرورت ہیں۔

باقی اگر کوئی کمی بیشی ہوئی تو وہ وقت کے ساتھ ساتھ دور ہو جائے گی۔ ہم آپکو یہ جاب دے رہے ہیں۔۔۔ آپ کل سے جوائن کر لیں)

دو افراد جو تقریباً پینتالیس سال کی عمر کے تھے، عبیر کی سی وی کو آنکھوں کے پردوں میں اتارتے اسکی صلاحیتوں کو مزید پرکھ رہے تھے۔

جب ان میں سے ایک نے عبیر کو سیلیکٹ کرتے کہا۔

"تھینک یو سو مچ سر"۔ ٹیبل سے فائل اور کلچ اٹھاتے وہ خوش کن انداز میں بولتی چیئر سے اٹھی۔

-------------- --------------

عمر کی عدم موجودگی میں خادمہ نے اسکا سامان نامزد جگہ پہ ترتیب سے سیٹ کر کے رکھ دیا تھا۔

خود کو ریلیکس کرنے کی غرض سے اسنے سوٹ بدلنے کا سوچا اور بیڈ سے اٹھتے ہی وارڈروب کی جانب بڑھا جو اسکی دائیں جانب واش روم کے ساتھ والی دیوار سے منسلک تھی جسکے دروازوں پہ محنت طلب کام چابک دستی سے کیا گیا تھا۔

وارڈروب کا دروازہ کھولتے عمر کی آنکھوں کی باریابی جس شرٹ تک گئی وہ اسے گزشتہ دنوں کی ناقابل فراموش حسین یادوں کے ریلے میں بہا کر لے گئی تھی جس سے اسکے لبوں پہ دلربا مسکراہٹ تیزی سے دوڑی۔

شرٹ کو ہاتھ میں پکڑے وہ کافی دیر خیال میں اس قدر غرق رہا کہ اسکی حس سامعہ یہ محسوس ہی نا کر سکی کہ کب اسکے علاوہ ایک اور وجود اسکی پشت پہ دندناتا آ بھٹکا۔

"من ھو؟؟"

(کون ہے وہ؟؟)

اسکے دائیں اذن کے قریب ہلکا سا جھکتے دیاب نے سرگوشی کی جس پہ وہ بوکھلا اٹھا تھا۔

"من دیاب؟؟ عن من تتحدث؟ ولم أكن أعرف متى أتيت"۔

(کون دیاب؟؟ کس کی بات کر رہے ہو؟؟ اور تم کب آئے؟ مجھے اندازہ ہی نا ہو سکا)

شرٹ کو جلدی وارڈروب میں قید کرتے اسنے دروازہ بند کیا پھر دیاب کی جانب گھومتے ادلبدل سے کام لیا۔

"أسأل عن تلك التي تسببت في الكثير من الابتسامات على تلك الشفاه"۔

(اسی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جسکی بدولت ان لبوں پہ بھینی بھینی مسکراہٹ مچل رہی تھی)

کالی آنکھوں نے اسے مشکوک نظروں سے دیکھا۔

"عادتك في تخمين نفسك لم تختف"۔

(خود سے اندازے لگانے کی تمھاری عادت گئی نہیں نا)

دیاب کی سنجیدہ بات کو عمر نے ظریفانہ اسلوب میں ڈھالتے قہقہ لگایا۔

"بالمناسبة، ليست سيئة مثل محاولة أن تكون لذا متى بدأت تخفي عني أشياء؟؟ إذا كان هذا هو الحال، فلا بأس من مقاطعة أسراري من اليوم"۔

(ویسے تو اتنا کمینہ ہے نہیں جتنا بننے کی رائیگاں کوشش میں ہے۔۔۔ تو کب سے مجھ سے باتیں چھپانے لگا؟؟ اگر ایسی بات ہے تو ٹھیک ہے آئندہ سے تیرے میرے راز و نیاز کا بائیکاٹ)

عمر کے دائیں بازو سے پکڑتے دیاب نے اسے اپنے مقابل کھڑا کیا جبکہ عمر اسکے الفاظ سنے مجسم حیرانی بنا تھا۔

" أنا أحب تلك الفتاة"۔

(مجھے وہ لڑکی پسند ہے)

نیلی آنکھوں نے سیاہ آنکھوں کی مطابقت خود اعتمادی سے کی۔

"ما الفتاة"۔

(کونسی لڑکی؟؟؟)

حیرت مآبی میں دیاب نے اسکے بازو سے گرفت چھوڑ دی۔

--------------- ---------------

"عبیر میں تمھارے لیئے بہت خوش ہوں کہ تمھاری اچھی جگہ جاب ہو گئی ورنہ انڈسٹری سے جب تم نے ریزائن کیا میں تمھیں اور تعبیر کو لے کر بہت فکر مند تھی کہ آج کے دور میں اچھی جاب ملنا وہ بھی اچھی سیلری کے ساتھ بہت ہی مشکل ہے"۔

عبیر نے نینا کو میسج پہ اپنے جاب کے متعلق اطلاع دی تھی جسکے جواب میں نینا مٹھائی کے ڈبے سمیت عبیر کے گھر آئی تھی اور وہ دونوں عبیر کے روم میں آمنے سامنے بیٹھی تھیں۔

"یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا نینا کہ مجھے اتنی اچھی جاب مل گئی۔ بس اب اللہ کرے کہ اس جاب میں کوئی مشکل در پیش نا آئے باقی رہی بات اے جی انڈسٹریز کی تو نینا مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ فیصلہ میرے حق میں بہت بہتر تھا۔ تاحیات پچھتاوے سے کئی گنا بہتر ہے ایک کڑوا گھونٹ حلق سے اتار لیا جائے"۔ عبیر کی مصنوعی مسکراہٹ کے پیچھے سے جھانکتی افسردگی کو نینا بخوبی بھانپ گئی تھی۔

"سچ عبیر یاد آیا سر عمر تمھارے گھر آئے تھے انہیں کسی قسم کا شک تو نہیں ہوا کہ وہ فقیرن تمھاری ماں نہیں"۔

خیال آتے ہی اسنے کہا۔

"نہیں نینا سر زیادہ دیر ٹھہرے ہی نہیں اور نا ہی انہیں شک ہوا۔۔ اس فقیرن کو بھی خدا نے مسیحا بنا کر میرے گھر بھیجا تھا۔۔ تھینک یو سو مچ نینا کہ تم نے مجھے وقت پہ آگاہ کر دیا ورنہ مشکل ہو جاتی"۔ بولتے ہی اسنے نینا کا ہاتھ تھاما۔

"کیسی اجنبیوں والی باتیں کرنے لگ جاتی ہو عبیر؟ کوئی تھینکس وینکس نہیں سمجھی"۔ نینا نے اعتراض کیا۔

--------------- ---------------

برج العرب کا یہ ایک نہایت شاندار، خوبصورت اور کشادہ کمرہ تھا جسکو دیکھتے ہی بخوبی اسکی لاگت کا اندازہ کیا جا سکتا تھا۔۔ کمرے کی چار دیواری پہ مہارت کار نے چابک دستی سے سونے کی آرائش کی تھی۔۔۔ مستطیل بیڈ جس پہ آرام دی سپرنگ میٹرس اور سفید بھک چادر تھی بیڈ کی پشت پہ تاج کے ساتھ سونے کی کاریگری موشگافی سے کی گئی تھی جو کافی محنت و وقت طلب تھی۔

بیڈ کے سامنے دائیں جانب تھوڑا فاصلے پہ کھڑکی تھی جہاں سے بحیرہ عرب کا منظر دیدہ ور کی آنکھوں کو دل پذیر نظارہ پیش کر رہا تھا اور کھڑکی کے سامنے ہی عمدہ کاریگری سے بنا لکڑی کا دروازہ تھا۔

"العمر هو سكرتيرتك السابقة، أنت تعلم أن جودتك ومجدك لا يتطابقان. ما زلت تحبها"

(عمر وہ تمھاری سابقہ سیکٹری ہے تم جانتے بھی ہو کہ تمھارا معیار اور شان اسکے ساتھ میچ نہیں کرتا پھر بھی تم نے اسے پسند کر لیا)

ہاتھ سینے کے گرد لپیٹے عمر کھڑکی سے باہر جھانک کر آنکھوں کو دلکش منظر بخش رہا تھا جب دیاب بیڈ سے اٹھتا اسکی جانب آیا۔

"الآن تترك الجودة والروعة وحدها في الثروة؟؟؟"

(اب معیار اور شان کیا دولت میں ہی حبس ہو کے رہ گئے ہیں؟؟)

اپنی حالت پہ قائم رہتے عمر نے کہا۔

"لا، لایمکن إنکار الحقیقة"

(نہیں مگر حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا)

دیاب نے اسے قائل کرتے کہا۔

"وما هي الحقیقة؟؟"

(اور حقیقت کیا ہے؟؟)

سر کو جنبش دیتے اسنے دیاب کو دیکھا۔

"أنک نبیل وأن تلک الفتاة الصغیرة العادیة من الطبقة المتوسطة ستکون صفقة کبیرة بالنسبة له، بالنسبة لحجمه"

(یہی کہ تم ایک رئیس زادے ہو اور وہ ٹھہری درمیانے طبقے کی چھوٹی سی فیملی کی عام سی لڑکی۔۔ یہ اسکے لیئے اسکی قامت سے بڑی بات ہو گی)

دیاب نے وضاحت دی۔

"أخبرني بشيء واحد"

(ایک بات تو بتاو دیاب؟)

ہاتھ پہلو میں کرتے وہ ہنس دیا۔

"اسأل؟؟"

(پوچھو؟؟)

"ماذا افتقر؟؟"

(مجھے کس چیز کی کمی ہے؟؟)

"من لا شيء"

(کسی چیز کی نہیں)

"عندما أفتقر إلى لا شيء ولا ثروة ثم لماذا يجب أن أتزوج زوجة رجل غني؟ لا يقبل البصر إلا رؤيته والقلب لا يتعرف عليه إلا الشخص الذي يمسك يدك على وريدك نحن لا نبتعد عن عمد عن أوتار أنفاسنا في أيدينا لا أعتقد أن تفعل ذلك"

(جب مجھے کسی چیز کی کمی نہیں نا ہی دولت کی حرص ہے تو پھر میں کیوں کسی امیر زادے کی صاحب زادی کو بیاہ لاوں؟؟۔۔۔ نظر صرف اسی کا دیدار قبول کرتی ہے دل صرف اسی کا ساتھ تسلیم کرتا ہے جو انسان آپکی شہ رگ پہ ہاتھ رکھتا ہے۔۔ ہماری سانسوں کی ڈور جسکے ہاتھ میں ہو ہم اسے جان بوجھ کر خود سے دور نہیں کرتے نا ہی ایسا کرنے کا سوچ سکتے ہیں)

دیاب کے شانوں پہ ہاتھ رکھتے اسنے تسلی بخش انداز میں کہا۔

"ما هي هذه الفتاة؟؟ وهذا جنون"

(ایسا کیا ہے اس لڑکی میں؟ جو تو دیوانہ ہوئے جا رہا ہے)

دیاب نے متجسس انداز میں پوچھا۔

"الاستقامة"

(راست بازی)

نیلی آنکھوں میں قطعی جداگانہ چمک آ ٹھہری۔

\-

ہوسٹس کے محرون سوٹ میں اسکی رنگت اور بھی نکھر آئی تھی۔۔ آج اسکا قطر ائیر لائنز کے ساتھ پہلا سفر تھا جو

پاکستان سے دوحہ تک تھا۔۔۔ جہاز میں تمام مسافر سوار ہو گئے تھے اور جہاز اڑنے کو مکمل تیار تھا۔

Ladies and gentlemen welcome onboard Flight with service from Pakistan " to Doha. We are currently third in line for take-off and expected to be in the air in approximately seven minutes time. We ask that you please fasten your seat belts at this time and secure all baggage underneath your seat or in the over head compartments. We also ask that your seats and table trays are in the upright position for take-off. Please turn off all personal electronic devices, including laptops and cell phones. Smoking is prohibited for the duration of flight. Thank you for choosing Mountain Airlines. Enjoy your "journey

(خواتین اور حضرات پاکستان سے دوحہ جانے والی سروس کے ساتھ جہاز پر خوش آمدید کہتے ہیں۔۔ ہم اس وقت ٹیک آف کے لئے تیسرے نمبر پر ہیں اور تقریباً سات منٹ کے وقت میں ہوا میں رہنے کی توقع ہے۔۔ ہم دعا گو ہیں کہ آپ براہ کرم اس وقت اپنی سیٹ بیلٹ باندھ دیں اور تمام سامان اپنی نشست کے نیچے یا اوپر والے حصوں میں محفوظ رکھیں۔۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کی سیٹیں اور ٹیبل ٹرے ٹیک آف کے لئے سیدھی پوزیشن میں ہیں۔۔ براہ کرم لیپ ٹاپ اور سیل فون سمیت تمام ذاتی الیکٹرانک آلات کو بند کر دیں۔۔ پرواز کے دوران سگریٹ نوشی کی ممانعت ہے۔ ماؤنٹین ایئر لائنز کے انتخاب کے لئے آپ کا شکریہ۔ اپنے سفر سے لطف اٹھائیں)

اناونسمنٹ کے بعد عبیر نے اپنی سیٹ سنبھال لی تھی۔

______________ ______________

فیسٹیول کی رنگارنگ تقریب شام کو پر زور طریقے سے جاری وساری تھی۔۔ چار سو شور وغل اپنے اوج پہ تھا۔۔ بچے، جوان، نحیف سبھی دل کے موسم کو خوشگوار کرنے کی غرض سے فیسٹیول میں آئے تھے۔

جس طرف نظر اٹھاو وہیں ایک نظارہ عجیب کشش لیئے ہوئے تھا۔

سفید کرتا جسکا فرنٹ سفید دھاگے سے باریک بنی سے بنایا گیا تھا،، پہ سفید شلوار۔۔ دائیں کلائی میں برینڈڈ واچ جو اسکی عادت میں شامل تھی پیروں میں کالے جوتے اور سر پہ عربی تہذیب کی ترجمانی کرتے عیگل اور شماگ۔۔ نیلی آنکھوں کے سحر کو کالے چشمے کے پیچھے مخفی کرر کھا تھا۔

ہجوم میں اسکی آنکھیں دیاب کی متلاشی تھیں جب اپنے تعاقب سے آواز سنائی دیتے وہ گھوم گیا۔

" آسف کان علیک الانتظار"

(معذرت خواہ ہوں کہ تمھیں انتظار کرنا پڑا)

"کانت المرۃ الأولی السماح لھا بالرحیل"

(پہلی بار تھا اس لیئے جانے دیا)

دیاب کے ہمراہ عمر نے فیسٹیول میں منعقد کردہ خصوصی پروگرام کی جانب قدموں کو حرکت دینا شروع کی۔

"مھلاھؤلاء ھم رؤساء العمر ؟؟؟ الابناء الوحیدون لشیخ الاسلام صاحب مجموعۃ الغلاء للصناعات"

(ارے یہ تو عمر سر ہیں نا؟؟ اے جی گروپ آف انڈسٹریز کے مالک شیخ الاسلام صاحب کے اکلوتے صاحبزادے)

عمر کو دیکھتے ایک لڑکی نے اپنی دوست کو مخاطب کیا۔

"نعم، ھم الذین یلتقطون صورا السیلفی"

(ہاں یار یہ تو وہی ہیں۔۔ چل چل کے سیلفی لیتے ہیں)

ان دونوں نے یکجا عمر کی تقلید میں پیروں کو حرکت دی۔

"ابقی ھنا لقد جئت"

(تم یہیں رکو میں آتا ہوں)

عمر کو مخاطب کرتے دیاب دائیں اور مڑ گیا تھا۔

"یرجی أخذ صورة شخصیة معنا"

(عمر سر پلیز آپ ہمارے ساتھ ایک سیلفی لیں)

عمر کے قریب آتے ہی ایک لڑکی نے اسے مخاطب کیا۔

بغیر کچھ سوچے عمر نے اسکے ہاتھ سے فون پکڑتے ایک کے بعد دوسری لڑکی کے ساتھ سیلفی لی۔

دیکھتے ہی دیکھتے عمر کے گرد لڑکیوں کا ہجوم اکٹھا ہو گیا تھا جن میں وہ لڑکیاں بھی شامل تھیں جنہوں نے خود کو کالے رنگ سے ڈھانپ رکھا تھا۔۔ بغیر کسی چیز کے بارے میں سوچے عمر نے ان تمام کے ساتھ ہشاش بشاش سیلفیاں لے کر انہیں خوشی کا پروانہ دیا تھا اور خود کیلیئے ایک بن بلائی مصیبت کو دعوت دی تھی۔

سعودی ریاست کے رکھوالے جو اس وقت فیسٹیول کی نگرانی پہ تعینات تھے عمر کے گرد لڑکیوں کا ہجوم دیکھتے جھٹ سے اس طرف آئے اور لڑکیوں کو اس سے دور جانے کی تاکید کی کیونکہ یہ سب سعودی ریاست کے قوانین اور اصولوں دونوں کے خلاف تھا۔

یونیفارم کے متبادل اسنے کیجوئل ڈریس پہن لیا تھا۔۔ سفید کیپری پہ ہلکے گلابی رنگ کی سادہ قمیض،، ریشمی سفید دوپٹہ جو اسنے دائیں جانب لٹکایا تھا۔۔ بالوں کو جوڑے سے آزاد کرتے اسنے کھول کر پشت پہ ڈال لیا اور بیڈ پہ آ گئی جہاں تعبیر دوسری جانب خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔

بیڈ کے تاج سے ٹیک لگائے وہ یادوں کے گرداب میں پھنستی چلی گئی۔

میرے ذہن کی تمام منتشر سوچیں

For more visit (exponovels.com)

بس تم ہی پہ آ کے رکتی ہیں!!!!!

میری آنکھوں کی یہ وشال پلکیں

فقط تیرے سوال پہ جھکتی ہیں!!!!

"جاب تو چھوڑ دی ہے مگر ذہن ابھی تک وہیں اٹکا ہے"۔

--------------- ---------------

صبح کے دس بج رہے تھے عمر نے پاکستان پہنچتے ہی شمسہ سے ملنے کی ٹھانی جس پہ وہ اس کے گھر آیا تھا۔

"عمر بیٹا تم اکیلے وہاں بے زار ہوتے ہو گے۔۔ ایسا کرو تم یہیں شفٹ ہو جاو میرے خیال سے یہ مناسب رہے گا اور منزہ بھی تمھاری جانب سے مطمئن رہے گی"۔ شمسہ کے روم میں وہ اسکے مقابل بیڈ پہ بیٹھا تھا جب شمسہ اس سے ہم کلام ہوئی۔

"نہیں نانو جان آپ میری وجہ سے فکر مند نا ہوں میں وہاں سکون میں ہوں۔۔ اتنی سیکیورٹی اور نوکروں کے ہوتے بھلا کیسی پریشانی؟؟"۔ بات کی گہرائی کو سمجھتے اسنے نفی کی۔

"مگر نوکروں اور گھر والوں میں زمین آسمان کا فرق ہے عمر۔۔۔ جیسا خیال گھر والے رکھ سکتے ہیں بھلا نوکر کہاں رکھ پاتے ہیں؟؟"۔ لائبہ نے روم میں داخل ہوتے گفتگو میں حصہ ڈالا۔

"ہر اک کی اپنی سوچ ہے اور سوچ پہ کوئی پابندی عائد نہیں۔۔۔ نانو جان آپ سنائیں آپکی طبیعت کیسی ہے اب؟ پراپر چیک اپ کرواتی رہا کریں"۔ آزمودہ کاری سے لائبہ کو جواب دیتے اسنے دوبارہ شمسہ کو مخاطب کیا جس پہ لائبہ نے منہ بسورا۔

"بس عمر گھٹنے میں کبھی کبھار درد ہوتا ہے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ پریشانی والی کوئی بات نہیں"۔ شمسہ نے یقین دہانی کرائی۔

"اگر تمھیں نانو جان کی اتنی ہی فکر لاحق ہے تو تم یہاں رہ کر انکی دیکھ بھال کیوں نہیں کر لیتے ؟"۔ عمر کو دیکھتے اسنے خود پسندی سے کہا۔۔ عمر نے بارہا لائبہ کی بدتہذیبی کو نظر انداز کیا۔

"اچھا نانو جان اب میں چلتا ہوں انڈسٹری بھی جانا ہے"۔ بیڈ سے اٹھتے وہ شمسہ کی جانب جھکا۔

"ٹھیک ہے میری جان دھیان سے جانا اور اپنا خیال رکھنا"۔ شمسہ نے عمر کی پیشانی پہ بوسہ دیا۔

"عمر تھوڑی دیر اور رک جاو تم نے میرے ساتھ تو ٹائم سپینڈ کیا ہی نہیں"۔ آگے بڑھتے اسنے عمر کا دائیاں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا جس پہ عمر غیض و غضب کا شکار ہوا۔

"گھریلو خواتین کی طرح میک اپ کیک سے منہ کا حلیہ بگاڑ کر ہمہ وقت بے معنی گفتگو میں وقت صرف کرنا میری جبلت میں نہیں لائبہ۔۔۔ ایکس کیوز می"۔ عتاب میں لائبہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے وہ روم سے نکل گیا تھا۔

-------------- --------------

نینا کے ٹیبل کے پاس کھڑے ہوتے اسنے چہرے کو عمر کے کیبن کی جانب موڑ رکھا تھا۔۔۔ آنکھوں میں گپت آرزو اور دل میں وصل کی چاہت مگر حالات کا بہاو اسکی خواہشات کے بالکل برعکس تھا۔

"ارے عبیر تم یہاں ؟؟"۔ نینا بھی آفس پہنچ کر اپنے ٹیبل کی طرف آئی تھی۔

"ہاں وہ دراصل یہاں سے گزر رہی تھی تو سوچا تم سے مل لوں"۔ عبیر کی آنکھوں کی پتلیوں میں بہت سے پوشیدہ راز مقید ہوئے۔

"کیا واقعی تم صرف مجھ سے ملنے آئی ہو ؟؟"۔ نینا نے اسے چھیڑنے کے سے انداز میں کہا۔

"تو اور کیا ؟؟ کیا تمھیں شک ہے مجھ پہ ؟؟"۔ نظریں چراتے وہ چہرہ جھکا گئی۔

"نہیں وہ میں کل ہی تم سے مل کے آئی ہوں نا تو اس وجہ سے پوچھ لیا"۔ نینا نے اسکا اندر وار لیا۔

"میں تم سے ملنے نہیں آسکتی ؟؟"۔ نظریں اٹھائے اسنے حیرت سے پوچھا۔

"نہیں نہیں آسکتی ہو بالکل آسکتی ہو۔۔اچھابتاو کیا منگواوں چائے پانی؟؟ یا کیفے چلیں؟؟وہیں چل کے کچھ کھالیں گے"۔بیگ ٹیبل پہ رکھتے اسنے کہا۔

"نہیں نینا ابھی ٹائم نہیں ہے پھر کبھی۔۔اوکے بائے"۔بولتے ہی وہ آفس انٹرنس کی جانب بڑھی جبکہ نینا اسکا رویہ،،اسکی مشکوک حرکتیں اور اداس چہرے کے تاثرات سب نوٹ کررہی تھی اور نگاہیں اسی پہ جمائے ہوئے تھی۔

"اچھانینا سر نہیں آئے کیا؟؟"۔تنگ آتے وہ نینا کی جانب مڑی اور ناچاہتے ہوئے بھی دلی تمنا کو لبوں تک رسائی دی۔

"بہت دیر کی مہرباں آتے آتے"۔نینا عبیر کی حرکت پہ ہنس دی۔

"کیا ہوا؟؟"۔عبیر اچنبھی۔

"میری جان سر سعودی عرب گئے ہیں۔۔۔ناہی مجھے بتا کے گئے ہیں ناہی بتا کے آئیں گے"۔نینا نے متبسم انداز میں کہا۔

---------------   ---------------

گاڑیوں کی بڑھتی آبادی اور کثیر آمدورفت کے سبب کراچی کی سڑکوں پہ ٹریفک جام تھی اس پریشانی سے عمر کو بھی روبرو ہوناپڑا تھا۔

آدھے گھنٹے سے ٹریفک میں کھڑے رہنے سے عمر تذبذب کا شکار ہوا جو اسکے چہرے پہ آشکار تھی۔۔تنگ آتے اسنے سائیڈ پہ رکھا فون اٹھا کے انلاک کیا اور وقت گزاری کی کوشش میں وٹس ایپ اوپن کیا اسی اثنا میں اسنے فون سے نظر اٹھا کر دائیں جانب دیکھا جہاں اسکی نظر فٹ پاتھ پہ کھڑی عورت پہ پڑی جس سے وہ شش و پنج میں مبتلا ہوا۔۔۔اعتبار ذات کے ساتھ وہ عورت لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلا رہی تھی جن میں سے چند نے اسکی مدد کی اور چند

نے دھتکار دیا۔

نظروں پہ یقین نا آتے اسنے سن گلاسز اتار دیں مگر آنکھوں کے پردوں میں وہ واقع ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے قید ہو گیا تھا جس سے اسکی آنکھیں عتاب سے پھیلیں۔

--------------- ---------------

پورا راستہ عمر ذہنی کشاکش کا شکار رہا۔۔۔ اسکے چہرے کے نقوش غصے سے تنے ہوئے تھے گارڈ نے دروازہ کھولا تو عمر ارد گرد ماحول پہ دھیان دیئے بنا اپنے کیبن کی جانب قدم رکھنے لگا۔

"عرفان کو میرے کیبن میں بھیجو فورا"۔ عمر کا یہ انوکھا روپ دیکھتے نینا تلملا کر چیئر سے اٹھی۔

کیبن میں پہنچتے عمر نے بائیں ہاتھ کو مٹھی میں بھینچتے پیچ و تاب سے ٹیبل پہ مارا پھر سن گلاسز اتارتے ٹیبل پہ پھینکیں۔۔۔ اسی دم دروازے پہ دستک ہوئی۔

"کم ان"۔ ہنوز پشت کیئے عمر نے با آواز بلند کہا۔

"گڈ مارننگ سر"۔ عمر کے قریب آتے عرفان نے احتراما کہا۔

"عرفان مس عبیر اس انڈسٹری میں پچھلے تین سال سے ایز آ امپلائے کام سرانجام دے رہی ہیں یقینا تمھیں انکی فیملی کے بارے میں معلومات ہو گی؟؟"۔ عرفان کی جانب مڑتے وہ مدعے پہ آیا۔

"سر مس عبیر جب اس انڈسٹری میں جاب کی تلاش میں آئیں تھیں تب وہ رو رہی تھیں۔۔۔ انہوں نے اشفاق صاحب سے التجا کی تھی کہ وہ انہیں جاب دے دیں"۔ عرفان نے وضاحت دیتے کہا۔

"انکے رونے کی وجہ کیا تھی؟؟"۔ عمر متحیر ہوا۔

"سر مس عبیر کے والدین ایک کار ایکسیڈنٹ میں اس دنیا سے چل بسے تھے انکی کفالت کرنے والا کوئی نہیں تھا۔۔۔ جس گھر میں وہ رہائش پذیر تھے وہ گھر بھی کرائے کا تھا اور انکی بہن زیر تعلیم تھی۔۔۔ انہیں اس جاب کی

For more visit (exponovels.com)

ضرورت تھی اور اس جاب کو ان میں پائے جانے والی صلاحیتوں کی"۔ عرفان نے جوابا کہا۔

---------------   ---------------

"آپی آپ نے انڈسٹری چھوڑ کر بہت غلط کیا۔۔۔وہ جاب آپ کے لیئے بہت اچھی تھی صبح آٹھ سے دن دو تک اور بہت کم ہی ایسا ہوتا تھا کہ عمر سر آپکو اپنے گھر بلا لیتے تھے۔۔۔ آپ آزاد تھی آپی کم از کم گھر تو آجاتی تھیں اب آپکی ڈیوٹی کا کوئی بھروسہ نہیں۔۔۔ایسی ٹائمنگ بھی آسکتی ہے کہ آپکو گھر سے باہر رہنا پڑ جائے ممکن ہے ملک سے باہر سٹے کرنا پڑ جائے ایسے میں میرا کیا ہو گا؟ یہ کبھی سوچا ہے آپ نے؟؟"۔ عبیرا ابھی ہی ڈیوٹی سے واپس آئی تھی جب تعبیر نے اس سے شکوہ کیا۔

"تعبیر میری جان مجھے احساس ہے تمھارا۔۔سب جانتی ہوں میں سمجھ رہی ہوں جو تم کہنا چاہ رہی ہو۔۔میں کوشش کروں گی کہ کبھی تم اکیلی نا رہو مجھے تمھاری فکر نہیں ہو گی تو اور کس کی ہو گی؟؟ آخر میرا اس دنیا میں تمھارے علاوہ ہے ہی کون؟؟"۔ تعبیر کا چہرہ ہاتھوں کی اوک میں لیتے اسنے کہا۔

"عمر بھائی"۔ تعبیر نے شرارت سے کہا۔

"مطلب؟؟"۔

"کچھ نہیں ویسے میں آپ سے ایک بات کہوں؟؟"۔ تعبیر نے جھجکتے کہا۔

"کہو"۔

"عمر بھائی بہت اچھے ہیں مانا خدا کی ذات نے انہیں مقام دیا ہے ہم چاہ کر بھی اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے مگر انکے دل میں اس مقام یا دولت کو لے کر ذرہ برابر بھی گھمنڈ نہیں بغیر کچھ کہے انہوں نے آپکا استعفی قبول کر لیا وہ ہمارے گھر بھی آئے تھے۔۔۔پتہ نہیں کیوں میرا دل کہتا ہے کہ انہیں آپکا یوں انڈسٹری چھوڑ کر آنا اچھا نہیں لگا"۔ باقیوں کی طرح عمر تعبیر کے دل میں بھی گھر کر چکا تھا۔

--------------- ---------------

"وسونو دیاب لیس لدیہ أخبار جیدۃ کیف حال الجمیع في المنزل العم خالتي؟؟"

(اور سناو دیاب کوئی خیر خبر؟؟گھر میں سب کیسے ہیں انکل آنٹی؟؟)

اپنے روم میں صوفے پہ بیٹھے اسنے سامنے ٹیبل پہ لیپ ٹاپ رکھا تھا جس پہ وہ دیاب سے ویڈیو کال پہ گفت وشنید کر رہا تھا۔

"کل الحق غریس لورد کریم ھل یمکنک معرفۃ أین تم الوصول إلی قصۃ حبک؟؟"

(سب ٹھیک ہیں فضل خداوند کریم۔۔تم سناو تمھاری محبت بھری داستان کہاں تک پہنچی)

بھرپور دلچسپی سے پوچھا گیا۔

"لا أعرف الوجھۃ، لکن العقبات کثیرۃ"

(منزل کا تو پتہ البتہ راہ میں رکاوٹیں بہت حائل ہیں)

عمر نے آہ بھری۔

"ماالأمر؟؟لقد کنت جیدًا حتی الأمس، الآن ماحدث فجأۃ أولئک الذین أصبحوا أرواح حزینۃ"

(کیا ہو گیا ہے؟؟کل تک تو اچھے بھلے تھے اب اچانک کیا سانحہ پیش آیا جو جناب دکھی روح بنے بیٹھے ہیں)

دیاب نے کہا۔

"لا أعرف ماذا یحدث یا رجل؟؟ أعتقد أنھا متفوقۃ علي دعني اخبرني متی ستأتي باکستان؟؟"

(کچھ نہیں یار پتہ نہیں کیا ہو رہا ہے؟میری تو سمجھ سے بالاتر ہے میری چھوڑ تو اپنی بتا۔۔پاکستان کب آرہا ہے؟؟)

عمر نے باتکو ٹالا۔

"ستکون سعید اجدا بھذہ الحیاۃ أنني ساکون في أجواء باکستان غدا في الساعۃ العاشرۃ"

(تمھیں یہ جان کے بے حد خوشی ہوگی کہ میں کل دس بجے پاکستان کی فضاؤں میں ہوں گا۔۔ انشاءاللہ)

دیاب کی باچھیں کھلیں۔

--------------- ---------------

صبح کے دس بج رہے تھے دیاب کی فلائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا عمر بھی بر محل ائیر پورٹ پہنچ گیا تھا۔

ائیر پورٹ پہ لوگوں کی خاصی گہما گہمی تھی ہاتھ میں فون پکڑے عمر نے سکرین پہ نظریں جمائیں تھیں۔۔۔ کبھی دیاب کو میسج کر کے رابطہ کرنے کی کوشش میں تھا اور کبھی کال کر کے۔۔۔ مگر دیاب سے اسکا رابطہ منقطع تھا۔

ڈیوٹی کے پیش نظر عبیر بھی ائیر پورٹ پہنچ چکی تھی اپنی دھن میں وہ تیز قدم اٹھا رہی تھی جبی اسکے ہاتھ سے کلچ ائیر پورٹ کے شفاف فرش پہ جا گرا جس پہ وہ کلچ اٹھانے کی غرض سے جھکی۔۔۔ جونہی اسنے کلچ اٹھایا بلاوساطت اسکی نظر عمر پہ جا ٹھہری جو فون کی سکرین پہ نگاہ ڈالے ہوئے تھا۔۔۔ پل بھر کو اسکا دل چاہا کہ وہ عمر کے قریب جا کر اس سے بات کرے مگر اسی اثنا میں اناونسمنٹ ہوئی اور وہ منہ پھیر گئی۔

اس دم عمر نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں اسکی نظر عبیر کی پشت کے بعد سامنے سے آتے دیاب پہ پڑی۔

"آئی ایم سوری"۔ عبیر جو جلدی میں تھی دیاب سے متصادم ہوئی۔

"لا تھتم"

(کوئی بات نہیں)

دیاب نے کہا۔

"مرحباً بک فی پاکستان"

(پاکستان میں خوشآمدید دیاب)

فاصلہ طے کرتے عمر بھی دیاب کے قریب آیا۔

عمر کی آواز پہ عبیر بھی عمر کی جانب گھومی۔

عبیر کو دیکھتے عمر کی آنکھوں میں گزشتہ دن رونما ہوئے واقع کی بدولت حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ پرورش پانے لگا۔

"شکرا جزیلا"

(بہت شکریہ)

دیاب عمر کے گلے لگا جبکہ عمر دیاب کی جانب متوجہ ہوئے بغیر عبیر کو دیکھ رہا تھا۔

"ماھو العمر؟؟"

(عمر کیا ہوا؟؟؟)

ساکت ہوئے وجود کو دیاب نے جھنجوڑا۔

"نعم؟؟"

(ہاں)

اسکی پلکوں میں لرزش پیدا ہوئی۔

"ماذا حدث؟؟"

(کیا ہوا؟؟)

دیاب کو تعجب ہوا۔

عبیر بھی وہاں سے چلی گئی تھی۔

"لاشيء یعمل"

For more visit (exponovels.com)

(کچھ نہیں۔۔ چلو)

بولتے ہی وہ مسکرا دیا۔

عمیر دیاب کو سب سے پہلے انڈسٹری لے کر آیا تھا۔۔ عمر دیاب کے ہمراہ انڈسٹری میں داخل ہوا تو امپلائز نے اسے سلام کیا جسے اسنے سر میں ہلکا سا خم لاتے جواب دیا۔

عمر کے بعد دیاب کو دیکھتے وہ تمام سوالات کے گھن چکر میں گھر گئے تھے۔۔۔ نینا بھی وارفتہ کام چھوڑتے چیئر سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"مس نینا ریلیکس میرا دوست ہے کوئی دہشت گرد نہیں جسے دیکھتے آپکے اوسان جاتے رہے"۔ نینا کے چہرے کے عجیب الخواص تاثرات دیکھتے عمر اسکے ٹیبل کے قریب آرکا۔

"سوری سر"۔ نینا نادم ہوئی۔

"إنهم الموظفون الذين يعملون بجد في هذه الصناعة بعد الآنسة عبير، ملكة جمال نينا"

(یہ مس عبیر کے بعد اس انڈسٹری کی محنتی امپلائے ہیں مس نینا)

دیاب کو دیکھتے اسنے نینا کی طرف اشارہ کیا۔

"كان مطحنة مسرور"

(مل کے خوشی ہوئی)

نینا کی جانب دیکھتے دیاب مسکرا دیا جبکہ عربی زبان سے ناواقف نینا جواب میں صرف مسکراہٹ ہی اچھال سکی۔

"دعني أريك مقصورتي"

(چلو دیاب میں تمھیں اپنا کیبن دکھاتا ہوں)

بولتے ہی وہ دیاب کے ہم قدم اپنے کیبن کی جانب بڑھا۔۔۔ دوسری طرف نینا نے سکھ کا سانس لیتے دوبارہ

نشست سنبھال لی۔

کیبن میں پہنچتے عمر نے دیاب کیلیئے ریفرشمنٹ آرڈر کی۔

"لماذا فوجئت برؤية هؤلاء المضيفين في المطار؟"

(عمر تم ائیر پورٹ پہ اس ہوسٹس کو دیکھ کر دنگ کیوں رہ گئے؟؟)

ذہن میں آئے تخیل کے بعد اسنے عمر کو مخاطب کیا۔

"الفتاة التي لطالما سألتني عنها لا أحد آخر كانت تلك المضيفة"

(جس لڑکی کے بارے میں تم نے مجھ سے ہمیشہ پوچھا وہ لڑکی کوئی اور نہیں وہی ہوسٹس تھی)

اپنے ٹیبل کی جانب بڑھتے اسنے جوابا کہا۔

"ماذا؟؟لم تستطع أن تخبرني هذه المرة عمر؟؟لماذا كنت صامت في ذلك الوقت؟يتطلع العشاق إلى الأمام عندما يأتي إليهم الحبيب واجعلهم يعرفون حالة قلوبهم وأنت واحد"

(کیا؟؟ یہ بات تم مجھے اس وقت نہیں بتا سکتے تھے عمر؟؟ تم اس وقت خاموش کیوں رہے؟؟۔۔عاشقوں کو تو اس وقت کا انتظار ہوتا ہے کہ کب محبوب انکے روبرو آئے اور وہ انہیں اپنے دل کی کیفیت سے باخبر کر سکیں اور ایک تم ہو)

دیاب سراسیمہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"لا قلب"

(دل نہیں کیا)

عمر نے طوالت کا سہارا لینا ضروری نہیں سمجھا۔

ریوالونگ چیئر پہ بیٹھتے عمر نے اسکی پشت سے ٹیک لگالی۔

For more visit (exponovels.com)

"شيءماحدث؟؟"

(کچھ ہوا ہے؟؟)

دیاب کو تشویش ہوئی۔

---------------   ---------------

گھر کے فراخ لان میں آتے اسنے فون کی ڈائل ہسٹری سے نمبر ڈائل کیا اور فون کان کے ساتھ لگا کر آسرا تکنے لگی۔

"شکر ہے تم نے میری کال ریسیو کر لی ورنہ مجھے تو لگا تھا کہ تم یہ دنیا چھوڑ کر کسی اور سیارے پہ جا بسے ہو"۔ تھوڑی دیر میں کال ریسیو ہو گئی تھی جس پہ لائبہ نے بھڑکیلے انداز میں کہا۔

"ایم سوری وہ ایکچوئلی میرا فون چارج پہ تھا اور میں گھر سے باہر تھا اس وجہ سے دیکھ نا سکا۔۔ کہو کوئی کام تھا؟؟؟"۔ معذرتیہ اس سے مخاطب ہوتے اسنے مزید کہا۔

"ہاں عاصم مجھے تمھاری ایک فیور چاہیئے تھی"۔لائبہ نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"کیسی فیور؟؟؟"۔اسے تعجب ہوا۔

---------------   ---------------

"إلى أين سنذهب الآن؟"

(اب ہم کہاں جا رہے ہیں؟؟)

کراچی کی ڈبل روڈ پہ سیاہ مرسیڈیز تیز گام تھی جب دیاب نے عمر کو دیکھا جو فون میں سر دیئے ہوئے تھا۔

"العودة إلى المنزل"

(گھر جا رہے ہیں)

ہنوز فون میں سر دیئے اسنے جواب دیا پھر فون سائیڈ پہ رکھتے اسنے سامنے دیکھا۔

بائیں جانب فٹ پاتھ پہ چلتی لڑکی کو دیکھتے اسے اندیشہ ہوا جو اسکے قریب جاتے ہی یقین کا روپ اختیار کر گیا۔

"ڈرائیور گاڑی روکو"۔ عمر نے آواز میں جان ڈالی۔

"تعبیر آپ یہاں؟؟"۔ شیشہ نیچے کو کرتے اسنے پاس سے گزرتی تعبیر کو مخاطب کیا۔

"عمر بھائی آپ؟؟"۔ تعبیر دنگ رہ گئی۔

"ہاں میں گھر جا رہا تھا مگر آپ اس وقت روڈ پہ کیا کر رہی ہو؟؟ کیا پیدل گھر جاتی ہو؟؟"۔ وہ جو یونیفارم میں ملبوس تھی عمر کیلیئے بہت سے سوالات کا مرکز بنی۔

"نہیں پیدل تو نہیں جاتی مگر آج میرا وین والا نہیں آیا تو اس وجہ سے پیدل جا رہی ہوں"۔

"ایسا کرو میرے ساتھ آجاو میں آپکو چھوڑ دیتا ہوں"۔

"نہیں عمر بھائی آپ جائیں میں چلی جاوں گی"۔ تعبیر جھجک کے رہ گئی۔

"اٹس اوکے تعبیر آجاو ویسے بھی اسی راستے سے تو گزر کے جانا ہے"۔

عمر کی ضد پہ تعبیر کار میں بیٹھ گئی تھی۔

"شکریہ عمر بھائی"۔ کار میں بیٹھتے اسنے سر کو جنبش دیتے عمر کو دیکھا۔

تعبیر کے بیٹھتے ہی کار دوبارہ سے سپیڈ پکڑ گئی۔

"ایک طرف بھائی کہہ کر ہم کلام ہو اور دوسری طرف یہ تکلفانہ الفاظ"۔ بولتے ہی وہ مسکرا دیا۔

آئندہ نہیں کہوں گی"۔ تعبیر مسکرا دی۔ "یہ کون ہیں؟؟"۔ دیاب کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے اسنے کہا۔

"میرا سب سے عزیز دوست، دیاب"۔ دیاب کے شانوں کے گرد دائیں بازو کا پہرہ کرتے اسنے جواب دیا۔

"اسلام و علیکم"۔ دروازے کی جانب پشت کیئے اسنے جوش میں آتے دائیاں ہاتھ دیاب کی جانب بڑھایا۔

عمر کے مترجم ہونے پہ دیاب نے تعبیر سے خندہ پیشانی سے ہاتھ ملایا۔

"مقدمة لھؤلاء السیدات ؟؟"

(ان محترمہ کا تعارف ؟؟)

دیاب نے عمر پہ سوالیہ نظر ڈالی۔

"المشروع المشترک بین الآنسة عبیر حیاة و عمر بارکان الجلاء"

(مس عبیر حیات اور عمر برقان الگالا کی مشترکہ ہمشیرہ تعبیر حیات)

دیاب کی جانب دیکھتے وہ شوخ ہوا۔

"لذا دعنا نقول أن سالي لک"

(تو یوں کہو نا کہ سالی صاحبہ ہیں آپکی)

دیاب تمسخرانہ ہنسی ہنسا۔

"بھئی یہ تو سخت غلط بات ہے عمر بھائی آپ جانتے ہیں کہ مجھے عربی نہیں آتی اور آپ عربی چینل کھول کے بیٹھ گئے"۔ تعبیر خفا ہوئی۔

---------------　　　　---------------

"اللہ حافظ عمر بھائی اور دیاب بھائی"۔ کار سے نکلتے اسنے بلند آواز میں کہا۔

جونہی تعبیر گیٹ پہ پہنچی گیٹ بانہیں کھولے کھلا جس پہ وہ ششدر رہ گئی۔

"آپی آپ ڈیوٹی پہ نہیں گئیں ؟؟"۔ عبیر کو دیکھتے وہ محو حیرت ہوئی۔

"گئی تھی مگر طبیعت خراب ہونے کی صورت میں دوسری ہوسٹس میری جگہ چلی گئی تو مینج ہو گیا۔۔۔ مجھے تو وین والے کی کال آئی تھی کہ آج وہ نہیں جا سکتا میں تمھیں ہی لینے جا رہی تھی مگر تم اتنی جلدی آگئی کیا وین والا آگیا

تھا؟؟؟"۔ عبیر نے تفصیل دیتے کہا۔

"نہیں آپی وین والا تو نہیں آیا تھا میں تو پیدل ہی آ رہی تھی مگر خدا نے میرے لیئے دو دو بھائیوں کو مسیحا بنا کے بھیج دیا تو میں انکے ساتھ آ گئی"۔ بولتے ہی وہ گھر کی اندرونی جانب قدم اٹھانے لگی۔

"دو دو بھائی۔۔۔ مطلب ؟"۔ عبیر کے قدم تھمے۔ "تم کس کے ساتھ آئی ہو؟؟؟"۔ بولتے ہی وہ تعبیر کے متعاقب ہوئی۔

"عمر بھائی کے ساتھ"۔ عبیر کی جانب گھومتے اسنے مزے لیتے کہا۔

"وہ کہاں ملے تمھیں؟؟"۔

"وہ نہیں میں انہیں ملی سڑک پہ تن تنہا بالکل اکیلے"۔ تعبیر بھی آخر عبیر کی چھوٹی بہن تھی۔

بیگ صوفے پہ رکھتے وہ عبیر کی جانب مڑی۔۔۔ اسے عبیر کو تنگ کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔

"مطلب تم سر کے ساتھ آئی ہو؟؟"۔ اسے یقین نا آیا۔

"کیا بات آپکے کانوں کے پاس سے گزر کر جا رہی ہے آپی؟؟"۔ کمر پہ ہاتھ رکھے اسنے مصنوعی کوفت کا اظہار کیا۔

"دوسرا کون تھا؟؟"۔ اسے فوراً ائیر پورٹ پہ ہوا حادثہ یاد آیا۔

"دیاب بھائی"۔

"دیاب بھائی؟؟ اب یہ کون ہیں؟؟"۔ تجسس کی ماری عبیر پے در پے سوال کرنے پہ مجبور ہوئی۔

"عمر بھائی کے عزیز دوست"۔ بولتے ہی وہ روم کی جانب بڑھی۔ "اب اس صدمے میں ہی نا بیٹھے رہنا آپی۔۔ کھانا لگا دیں زور کی بھوک لگی ہے"۔ عبیر کی خصلت کے پیش نظر اسنے آواز بلند کی۔

―――――――――――――― ――――――――――――――

"نانو جان دیاب آج ہی سعودی عرب سے آیا ہے۔۔ آپ سے ملنے کا کہا تو میں آپ سے ملوانے لے آیا"۔ ڈرائنگ

روم میں وہ شمسہ کے برابر بیٹھا تھا اور دیاب اسکے دائیں سائیڈ رکھے صوفے پہ براجمان تھا۔

"تم نے اچھا کیا عمر ویسے دیاب کتنے دن کیلیئے پاکستان ہے ؟؟"۔

" یہ تو دیاب پہ منحصر ہے نانو جان"۔ دیاب کی جانب دیکھتے اسنے کہا۔

"اور سناو دیاب آپکی فیملی کیسی ہے ؟؟ اور کون کون ہے آپکی فیملی میں ؟؟"۔

عمر کے بعد شمسہ نے دیاب کا رخ کیا۔

"وکیف حال سانو دیاب عائلتک ؟؟ ومن في عائلتک ؟؟"۔ عمر ترجمہ کرتے دیاب سے ہم کلام ہوا۔

"نعمة الله كل خير ماما بابا لديها أخ وأختان في عائلتي"

(اللہ کا کرم ہے سب بخیر وعافیت ہیں۔۔ میری فیملی میں ماما پاپا ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں)

دیاب نے مسکراہٹ اچھالی۔

"تم رہنے دو دیاب میں ہی بتا دیتا ہوں ویسے بھی تو مجھے ہی پریشانی اٹھانی پڑنی ہے"۔ دیاب کو ٹوکتے عمر نے کہا۔

--------------- ---------------

ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے وہ ہاتھوں میں بریڈ سلائس پکڑے اس پہ مکھن لگا رہی تھی جب اسکے فون پہ رنگ بجی۔

سکرین پہ نظر ڈالی تو عاصم کا نمبر تھا جس پہ اس نے سب پہ سرسری نگاہ ڈالی پھر سلائس پلیٹ میں رکھتی وہاں سے اٹھ کر روم میں چلی گئی۔

"ہاں بولو عاصم ؟؟ کچھ پتہ چلا ؟؟"۔ روم کا دروازہ لاک کرتے اسنے کال ریسیو کی۔

"ہاں لائبہ میں نے کل خود عمر کا پیچھا کیا تھا عمر کل ایک لڑکی سے ملا تھا۔۔ ان فیکٹ اسنے اسے اپنی کار میں بٹھا کر گھر تک لفٹ بھی دی تھی"۔ عاصم نے اسے صورت حال سے آگاہ کیا۔

"اسکا مطلب ہے کہ میرا شک صحیح نکلا"۔

"لیکن ان سب میں ایک بات کافی حیران کن ہے لائبہ "۔ تعبیر کی کم عمری ابھی تک عاصم کو کھٹک رہی تھی۔

"کونسی بات ؟؟؟"۔لائبہ نے تجسس بھرے انداز میں کہا۔

"لائبہ ابھی وہ لڑکی ایف ایس سی کی سٹوڈنٹ ہے جیسا ہم سوچ رہے ہیں کیا واقعی ایسا ممکن ہے ؟؟ میرا نہیں خیال کہ عمر اس میں ذرا بھی انٹرسٹڈ ہو گا"۔ تجربے کے پیش نظر اسنے لائبہ کو باور کرایا۔

"آجکل کونسی چیز ممکن نہیں عاصم ؟؟اور محبت کا ان سب سے کیا تعلق ؟جو بھی ہے یہ لڑکی میری محبت کے درمیان آئی ہے میں اسے چھوڑوں گی نہیں"۔لائبہ نے طیش میں روم میں چیزیں بکھیر دیں۔

"تو اب تم کیا کرو گی ؟؟"۔

"عاصم مرد اس لڑکی کو ہرگز قبول نہیں کرتا جسکا دامن داغدار ہو"۔لائبہ نے بے ہنگم قہقہ لگایا۔

" کہیں تم ؟؟"۔ معاملے کے قہر تک پہنچتے اسنے کہا۔

"ہاں "۔لائبہ نے مختصرا کہا۔

ڈیڑھ ہزار فٹ کی بلندی پہ پرواز اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی ۔۔۔ناچاہتے ہوئے بھی عبیر دل مضطرب البال کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی تھی۔

ایکس کیوزمی میم "۔ عبیر سیٹ سے اٹھتے واش روم کی جانب بڑھ رہی تھی جب ایک مسافر نے اسے آواز دی۔

یس سر ہاو کین آئی ہیلپ یو؟؟"۔اسکے قریب جاتے عبیر نے پر مسرت انداز میں کہا۔

"??? Should i get water"

(مجھے پانی چاہیئے۔۔ملے گا؟؟)

اس مسافر نے کہا۔

"Yes, sir, please wait"

(جی جناب' آپ انتظار کیجیئے میں ابھی لاتی ہوں)

بولتے ہی وہ کچن کمپارٹمنٹ کی جانب بڑھی۔

--------------- ---------------

ساحل سمندر کے بعد اب انہوں نے بحریہ ٹاون ایڈونچر لینڈ کا رخ کیا تھا جہاں بچوں' جوانوں اور عورتوں کی بدولت بازار گرم تھا۔۔ ایڈوینچرس جھولوں اور گیمز کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کی اشیا بھی موجود تھیں۔

"کنت قد سمعت أن باكستان بلد فقير ولكن أجوائها وترفيهها موجودان من غير المعروف في الوقت الحالي أن باكستان بلد فقير بالفعل"

(میں نے تو سنا تھا کہ پاکستان ایک غریب ملک ہے مگر یہاں کا ماحول اور تفریح گاہیں دیکھ کر ذرا بھی معلوم نہیں ہو رہا کہ پاکستان واقعی غریب ممالک میں گردانا جاتا ہے)

چاروں کھونٹ نظر دوڑاتے دیاب نے حیرانگی سے کہا۔

ماذا عن أولئك الذين يقولون يا أصدقائي؟ باكستان مثل "هذا الاسم السيئ وإلا فإن الناس الطيبين موجودون في كل مكانمتي جاء انتشار الشائعات من نفسك؟"

(کہنے والوں کی کیا ہی بات ہے میرے دوست پاکستان ویسے ہی بدنام زمانہ ہے ورنہ اچھے برے لوگ ہر جگہ موجود ہیں۔۔۔ افواہیں پھیلانے والے کب باز رہے اپنی خصلت سے؟؟)

عمر نے جواب دیا بلاوساطت اسے عبیر کا خیال آیا اور اسنے آہ بھری۔

--------------- ---------------

چار گھنٹے کی لگاتار تفریح کے بعد اب ان دونوں کا بدن درد سے چور تھا۔۔ تھکن کے باعث ان میں اب مزید چلنے پھرنے کی سکت نا تھی۔۔ عمر کے روم میں دیاب بیڈ کی پائینتی پہ نڈھال لیٹا تھا اور عمر بیڈ کے دائیں ہاتھ رکھے صوفے

پہ۔

"یاصاح، من یقول أن الحفاظ علی لیاقتک لایجعل الرجل متعبًا؟ أعتقد أن المزید من الناس تعبوا من الإرھاق من العمل"

(یار کون کہتا ہے کہ فارغ رہنے سے انسان تھکتا نہیں مجھے تو لگتا ہے کہ کام کرنے سے زیادہ انسان کو فارغ رہنے سے تھکن ہوتی ہے)

بازو سر کے نیچے رکھے عمر نے کہا۔

"فھل یجعلک التجول مشغولاً ولا تعمل؟"

(تو کیا گھومنا پھرنا مصروف رہنے اور کام کرنے میں نہیں آتا؟؟)

بولتے ہی وہ سیدھا ہو بیٹھا۔

"اکتشاف جدید' من قال لک أن المشي یحسب للعمل؟؟"

(نیا انکشاف۔۔۔ تمھیں کس نے کہا کہ گھومنا پھرنا کام کرنے میں شمار ہوتا ہے؟؟)

وہ جو دیاب کے سیر و سیاحت والے لاڈلے شوق سے بخوبی واقف تھا قہقہہ لگاتے ہی سیدھا ہوا۔

"نعم تعتقد ان السفر لایجعلک متعب؟؟"

(ہاں تو تمھارے خیال میں گھومنے پھرنے سے تھکاوٹ نہیں ہوتی؟؟)

"توقف عن التعب قل لي أنک استمتعت بہ؟؟"

(تھکاوٹ کو چھوڑو یہ بتاو کہ تم نے لطف اٹھایا؟؟)

"الکثیر من التفکیر لک عمر ھو إنسان، والآخر معک والشخص الثالث مکتئب لا أستطیع أن أکون محظوظاً للغایۃ لأن اللہ بارکني مع صدیق مثلک"

(بہت زیادہ سوچ ہے تمھاری۔۔۔ عمر ایک انسان سیر پہ جائے دوسرا تمھارے ساتھ جائے تیسرا انسان بے زار ہو ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ میں بہت خوش قسمت ہوں جو خدا نے مجھے تجھ جیسے دوست سے نوازا)

دیاب نے شادمانی سے کہا۔

"ثم، کم أنت محظوظ أن یکون لدیک مثل ھذا العمر العظیم، تم توفیر قلب کریم وسخي لِلإنسان"

(دیکھ لے پھر تو کتنا خوش نصیب ہے جو تجھے عمر بر قان الگالا جیسے عظیم، سخی اور کشادہ دل انسان کی آشنائی میسر ہوئی)

عمر نے شیخی سے کہا۔

"ھذا ھو الحال بالضبط والحمد للہ علی ذلک 'حسنا أین ھذا البعید؟"

(بالکل جناب ایسی ہی بات ہے اور اسکے لیئے الحمد للہ۔۔۔ اچھا یہ ریموٹ کدھر ہے؟؟)

سامنے دیوار پہ لگی ایل ای ڈی کو دیکھتے دیاب نے ادھر ادھر نظر دوڑائی۔

"ھنا جھاز التحکم عن بعد"

(یہ رہا ریموٹ)

دیاب کی آواز پہ عمر نے بھی متلاشی نظروں سے دیکھا جہاں اسکی نظر تپائی پہ پڑی جو اس سے تھوڑا فاصلے پہ تھی۔

صوفے سے اٹھتے عمر نے ریموٹ کی مدد سے ایل ای ڈی میں جان پھونکی اور ریموٹ دیاب کے سپرد کرتے وارڈ روب کی جانب بڑھا۔

"اور ساتھ ہی آپکو آگاہ کرتے چلیں کہ دوحہ سے پاکستان آنے والی تمام فلائٹس موسمی خرابی کے باعث منسوخ کر دی گئی ہیں"

جونہی دیاب نے چینل چینج کیا عمر کے قدم ساکن ہوئے اور تیزی سے ایڑیوں کے بل مڑا۔

"ماذا حدث لک ؟؟ لا تذھبي تغییر الملابس"

(تجھے کیا ہوا؟؟ جانا' جا کے کپڑے بدل)

عمر کی اس پھرتی پہ دیاب متحیر ہوا۔

"دیاب توقف أنت جئت"

(دیاب تم رکو میں آتا ہوں)

سوچ کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہی وہ برق رفتاری سے روم سے نکل گیا۔

--------------- ---------------

کالعدم پروازوں کی وجہ سے عبیر کو آج دوحہ ہی سٹے کرنا پڑ رہا تھا دوسری جانب تعبیر کے تخیل نے اسکے ذہنی افتاد پہ ہشت مشت تنگ کر رکھی تھی۔

"میرے ایک جذباتی فیصلے نے میری معصوم بہن کی زندگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔۔۔ بہت بار اسنے مجھ سے التجا کی کہ میں اس جاب سے دست برداری اختیار کرلوں لیکن اپنی ہٹ دھرمی پہ قائم رہتے میں نے اس کی ایک نا سنی"۔ دوحہ ایئرپورٹ پہ کھڑی ہاتھوں میں فون پکڑے وہ خود سے ہم کلام تھی۔

"نجانے تعبیر کس حال میں ہوگی؟؟ اوپر سے نینا کا نمبر بھی نہیں لگ رہا"۔ ڈائل ہسٹری سے عبیر مستقل نینا کا نمبر ڈائل کر رہی تھی جسکا جواب موصول نہیں ہو رہا تھا۔۔۔ اسکی فکر ہر گزرتے لمحے کے ساتھ مزید بڑھ رہی تھی۔

--------------- ---------------

رات کی تاریکی چار سو اپنے کالے پر پھیلائے ہوئے تھی۔۔۔ رات کی سیاہ تیرگی میں انسان کی تنہائی کی چیخ و پکار اور بھی زور پکڑ لیتی ہے جس سے اسکے دھاک اور ہیبت میں بالمضاعف اضافہ ہوتا ہے۔

اس وقت تعبیر کی حالت اس سے جدا نا تھی۔ پورے بھرے گھر میں وہ اکیلی اپنے ذہن میں ہزار طرح کے غیبی

وسوسے پالے ہوئے تھی۔"اکیلی تو لکڑی بھی نہیں جلتی" یہ محاورہ تعبیر کی حال زار پہ مکمل سیٹ بیٹھتا تھا۔

"میں نے بولا بھی تھا آپی سے کہ یہ جاب اچھی نہیں چھوڑ کر دوبارہ انڈسٹری جوائن کر لیں مگر انہوں نے میری بات نہیں مانی۔۔۔ نجانے آپی کہاں رہ گئیں؟؟؟ آٹھ بج رہے ہیں اندھیرا اچھیل گیا ہے میں تو کسی کو جانتی بھی نہیں نا ہی کسی ہمسائے سے بول چال ہے"۔

ہال میں صوفے پہ بیٹھے وہ سامنے دیوار پہ لگی وال کلاک کو گھورے جارہی تھی۔

"میرے پاس تو سیل فون بھی نہیں جو کسی کو مدد کیلیئے بلالوں۔۔ کیا کروں میں؟؟"۔مایوسی کی چادر اوڑھے وہ ہنوز سوچ میں ڈوبی تھی۔

"لگتا ہے آپی آگئیں"۔ڈور بیل بجی تو تعبیر امید کی کرن لیئے اچھلتی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور دوڑتی بھاگتی گیٹ کی جانب لپکی۔

"ہائے جان من' کیسی ہو؟"۔ گیٹ کھلتے ہی اوباش لڑکا دھک سے تعبیر کے سامنے آیا۔

"ت۔ت۔تم کون ہو؟؟"۔ عبیر کی زبان میں لکنت پیدا ہوئی۔

"مہرہ"۔

"کون ہو تم اور' اور اندر کہاں چلے آرہے ہو؟؟ دفع ہو جاو یہاں سے"۔اس لڑکے کے آگے ہوتے ہی تعبیر جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔"تم جاتے ہو یا میں محلہ اکھٹا کروں۔۔۔ کوئی ہے؟؟"۔ تعبیر نے دھمکانے والے انداز میں کہا جس پہ اسکا قہقہ گونجا۔

"بے شک چلاو' جتنا زور سے چلانا ہے چلاو۔۔ بے سہاروں کی پکار خدا کے علاوہ کوئی نہیں سنتا"۔ بولتے ہی وہ تعبیر کے مزید قریب ہوا۔

خود کو بچانے کی غرض سے تعبیر اندر کی جانب دوڑی جس پہ وہ عیاش پرست بھی تعبیر کے متعاقب ہوا۔۔ جو نہی

تعبیر نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی اس لڑکے نے قوت سے ایک ضرب لگاتے دروازہ کھول دیا تھا جس سے تعبیر فرش پہ اوندھی جا گری۔

"کوئی ہے پلیز میری مدد کرو۔۔۔ کوئی ہے ؟؟؟؟"۔ فوراً سے سیدھا ہوتے تعبیر پیچھے کو کھسک گئی۔

تعبیر کے سر سے دوپٹہ کھینچتے اس لڑکے نے دور پھینکا اور اس پہ جھکا' اپنے ہاتھوں اور بازوؤں کی مدد سے تعبیر اپنا سینہ چھپاتے پیچھے کو ہوئی۔

"دور ہٹو۔۔۔ کوئی ہے ؟؟"۔ اسکی سانسوں کا لمس اپنے چہرے پہ محسوس کرتے تعبیر نے آنسوؤں سے تر چہرہ پھیر لیا۔

جونہی اسنے تعبیر کے ہونٹوں کا نشانہ باندھا اس دم دروازہ کھلا اور عمر نے اسکا گریبان پکڑتے اسے دیوار کے ساتھ پٹخا۔۔۔ تعبیر نے فوراً اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔

عمر جو تعبیر کیلیئے مسیحا بن کے نمودار ہوا' کے گارڈز نے اس لڑکے پہ گرفت تنگ کی۔

"لے جاوا اسے "۔ عمر نے تحکم انداز میں کہا جس پہ وہ گارڈز اس لڑکے کو اپنے ہمراہ لیئے روم سے نکل گئے تھے۔

"تعبیر"۔ تعبیر کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتے عمر نے اسکے سر پہ دست شفقت رکھا۔

"عمر بھائی"۔ گھبرائی اور ڈری سہمی تعبیر اسکے گلے لگی۔

"تعبیر چندہ کچھ نہیں ہوا' ریلیکس ہو جاوا اور رونا بند کرو"۔ اسکے سر پہ تھپکی دیتے عمر نے اسے مطمئن کرنے کی کوشش کی۔

تعبیر کو خود سے دور کرتے عمر سیدھا ہوا اور فرش پہ گرا دوپٹہ دوبارہ سے تعبیر کے گرد کیا۔

مستقل رونے کے باعث اب تعبیر کی ہچکیاں بندھ گئیں تھیں۔

"اب تم یہاں نہیں رہو گی میرے ساتھ چلو"۔ عمر نے کہا۔

اس اوباش لڑکے نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا تھا جو عمر کے آتے ہی مکمل ہوا

"بے سہاروں کی پکار خدا کے علاوہ کوئی نہیں سنتا اور جب خدا تک کسی لاچار کی پکار پہنچے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت آپکا بال بھی بانکا نہیں کر سکتی"

---------------- ----------------

"من هو؟لم تجد ذلك؟لقد جاءوا إلى منزلهم بنوايا نجسة أو كان هناك سبب وراء ذلك"

(عمروہ ہے کون؟اس بات کا پتہ نہیں چل سکا؟انکے گھر وہ ناپاک ارادے سے خود آیا تھا یا اسکے پیچھے کوئی وجہ ہے؟؟)

دیاب اسکے قریب آکر کہنے لگا جو سوچ کے گھوڑے پہ پہلے ہی سوار تھا۔

"هذا غير مفهوم لا يبدو أن ذلك الشخص الجيد جاء هناك ليخبر أحدا ما هو عمل هؤلاء الفتيان المتجولين؟إنهم لا يحترمون أنفسهم ولا يؤخرون ارتداد الآخرين"

(یہی تو سمجھ نہیں آرہی ویسے لگتا نہیں کہ وہ خبیث انسان کسی کے کہنے پہ وہاں وارد ہوا۔۔ان آوارہ لڑکوں کا کام اور کیا ہے خود کی عزت ہوتی نہیں اور دوسروں کی اچھالتے دیر نہیں لگاتے)

عمر نے کہا۔

"مع ذلك، ليست مشكلة عادية بالنسبة لك أن تريح نفسك من السهل تسمية الأخ بعلاقة صعبة التعامل معها"

(پھر بھی تم اپنی تسلی کر لینا یہ کوئی عام مسئلہ نہیں۔۔بھائی کہلوانا آسان ہے اس رشتے کو نبھانا بہت مشکل)

دیاب نے باور کرایا۔

"كن حذرا حتى لا تستسلم بسهولة ما هي الحقيقة التي سوف آخذها أبعد"

(تم بے فکر رہو اتنی آسانی سے تو عمر برقان بھی اسے چھوڑنے والا نہیں۔۔۔حقیقت کیا ہے میں اس سے اگلوالوں

گا)

بولتے ہی اسنے پینٹ کی پاکٹ سے فون نکالا۔

"اکتشف بھابي؟؟"

(بھابی کا پتہ چلا؟؟)

دیاب نے مزید پوچھا۔

"بھابي؟؟"

(بھابی؟؟)

عمر نے سرعت سے سر کو دائیں جانب جنبش دی جہاں دیاب مطمئن کھڑا تھا۔

"نعم، أنت تعرف ماذا تقول؟؟"

(ہاں تو بھابی ہی ہوئی نا اور کیا کہہ کر مخاطب ہوں؟)

دیاب نے شرارت میں بھنوؤں کو جنبش دی۔

"فقط بھابي"

(صرف بھابی)

عمر نے بااعتماد انداز میں کہا۔

"طیب ثم قل لي ماوجدوه؟؟ تحدث معھم؟؟؟"

(ٹھیک ہے تو بتا پھر پتہ چلا انکا؟؟ بات ہوئی ان سے؟؟)

دیاب نے استفسار کیا۔

"حتی الآن، مازلت أحاول الاتصال الآن انظر ماذا یحدث"

(ابھی تک تو نہیں فلحال کوشش کر رہا ہوں کہ رابطہ ہو جائے اب دیکھو کیا بنتا ہے)

بولتے ہی اسنے ایک انٹرنیشنل نمبر پہ میسج کیا۔

"اللہ لن یتزعج"

(اللہ خیر کرے گا پریشان نا ہو)

عمر کے چہرے کے افسردہ تاثرات کی پڑتال کرتے دیاب نے تمسکن آمیز انداز میں کہا۔

کچھ ہی دیر میں عمر کا فون پوری قوت سے بجا۔ دیاب کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے اسنے کال ریسیو کی۔

"عمر برکان سیدي؟؟"

(عمر برقان صاحب؟؟)

دوسری جانب تصدیق کی گئی تھی۔

"نعم أتكلم عمر باركان"

(جی میں عمر برقان ہی بول رہا ہوں)

عمر نے مختصر کہا۔

"السیر الآنسة عبیر معنا للتحدث معک"

(سر مس عبیر ہمارے ساتھ ہیں آپ بات کیجیئے)

"اسلام و علیکم"۔ کچھ لمحے بعد عبیر کی آواز عمر کی سماعتوں سے ٹکرائی جس کے ٹکراتے ہی عمر کے دل پہ چھائی کالی گھٹا پل میں چھو منتر ہوئی۔

چہیتے اور ہر دل عزیز انسان کی آواز کانوں میں رس گھولنے کی دیر تھی عمر کے دل میں پنہاں جذبات دوبارہ سے سر اٹھانے لگے۔

"ہیلو"۔جواب نا ملنے پہ عبیر نے دوبارہ کہا۔

"العمر؟"

(عمر؟)

دیاب نے اسے جھنجوڑا اور فون کی جانب اشارہ کیا۔

"ہ۔ہ۔ہیلو مس عبیر"۔قصد کو پارہ پارہ جوڑتے عمر نے کہا۔

"جی سر میں عبیر ہی بات کر رہی ہوں"۔اپنے آپ میں رہتے عبیر نے جواب دیا۔

"کیسی ہیں آپ؟؟"۔عمر نے متانت سے کہا۔

"میں ٹھیک ہوں سر آپ کیسے ہیں؟؟"۔دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسنے بھی آخر پوچھ ہی لیا۔

"اللہ پاک کی مہربانی' دراصل مجھے آپکو یہ بتانا تھا کہ آپ تعبیر کو لے کر فکر مند نا ہونا تعبیر بالکل محفوظ ہے"۔عمر نے پر تیت کرتے کہا۔

"تعبیر اس وقت کہاں ہے سر؟؟"۔تعبیر کا نام سنتے وہ بے قرار ہوئی۔

فی الفور تعبیر بھی دروازے کی چوکھٹ پہ آ کھڑی ہوئی۔

"مس عبیر تعبیر میرے گھر ہے اور میں نے آپ سے کہانا آپکو تعبیر کیلیئے فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں انشاءاللہ جب آپ واپس آئیں گی تو آپکو تعبیر ویسے ہی ملے گی جیسے آپ چھوڑ کر گئیں تھیں"۔تعبیر کی جانب نظر اٹھی تو اسنے بات مختصر کرتے کہا۔

"آپکا بہت شکریہ سر ٹھیک ہے آپ سے پھر ملاقات ہو گی"۔

"انشاءاللہ اپنا خیال رکھیئے گا"۔

جب تعبیر نزدیک آئی تو عمر نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

"آپ نے میری آپی سے بات کیوں نہیں کروائی؟"۔غصے سے ہوا سرخ چہرہ اسنے عمر کی جانب اٹھایا۔

"تعبیر مس عبیر جب پاکستان آئیں تو آپ ان سے بات کر لینا'ہم"۔چہرے پہ مسکراہٹ لیئے اسنے بات کو ٹالنے کی کوشش کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر اسنے عبیر سے بات کی تو وہ اسے آج رونما ہوئے واقع کے بارے میں بھی خبر دار کر دیتی جس سے عبیر پریشان ہو جاتی اور ایسا عمر قطعا نہیں چاہتا تھا۔

"مجھے آپی سے ابھی بات کرنی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ آپ میری بات کروائیں گے مگر آپ نے نہیں کروائی اور کال کاٹ دی۔۔۔ جھوٹ بولا آپ نے مجھ سے آپ نے بھی باقیوں کی طرح اپنے چہرے پہ دہرا نقاب رکھا ہے' ہیں کچھ اور بنتے کچھ ہیں"۔عمر کو کھری کھوٹی سناتے وہ روم سے نکل گئی تھی۔

گرچہ دیاب اردو زبان سے شناسا نہیں تھا مگر اسے تعبیر کے رویے سے حالات ظاہری کا اندازہ ہو گیا تھا جبی وہ عمر کے قریب آیا۔

"ماھو سبب غضبک الشدید منک؟"

(کیا ہوا عمر؟؟ تعبیر تم پہ غصہ کیوں کر رہی تھی؟)

"لم یکن ھناک طفل رقیق یتحدث في المشاعر سیکون طبیعیا غدا یکفي الذھاب إلی الفراش"

(کچھ نہیں یار بچی ہے جذبات میں آ کر بول رہی تھی کل تک نارمل ہو جائے گی۔۔رات کافی ہو گئی ہے جا' جا کے سو جا)

بولتے ہی وہ بیڈ پہ آ کر لیٹ گیا تھا۔

"أین تغادر المنزل؟"

(کہیں وہ اس گھر سے چلی نا جائے)

دیاب نے خدشہ ظاہر کیا۔

"لایمکنہا فعل ذلک"

(وہ ایسا نہیں کر سکتی تم بے فکر رہو)

پر سکون ہوتے اسنے پل بھر کو آنکھیں موند لیں تھیں۔

---------------- ----------------

رات کے دو بج رہے تھے روم میں اے سی کی بدولت پیدا ہوئی خنکی کے باوجود اوس کے قطروں نے اسکی صبیح پیشانی پہ پناہ لی۔۔ اسکا مکمل وجود عجیب کیفیت میں مبتلا ہوا بے چینی کی کثیر مقدار پہ نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور جاتی رہی جیسے کسی انہونی کے ہونے کی وعید سنا رہی ہو۔

جونہی اسنے آنکھیں کھولیں بے رنگ پانی آنکھوں کے پردے کو پھلانگتا بہہ نکلا جس پہ وہ خود دنگ تھا' فوراً سے سیدھا ہوتے اسنے بیڈ کے تاج کیساتھ ٹیک لگالی اور انگلی کے پوروں کی مدد سے آنسوؤں کو رخساروں میں جذب کیا۔۔ حالت بدستور کرنے کی غرض سے اسنے سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس لیا اور حلق سے اتارا پھر بیڈ سے اٹھتے روم سے نکل گیا۔

---------------- ----------------

گزشتہ رات عمر سے کی گئی بدتمیزی پہ وہ پشیمان تھی اور ہڑبڑاہٹ کے عالم میں روم میں ٹہل رہی تھی۔

"عبیر آپی کے ساتھ رہ رہ کر میرا دماغ بھی جیسے گھاس چرنے چلا گیا ہے۔۔ ایک تو عمر بھائی نے مجھے رسوا ہونے سے بچا کر بھائی ہونے کا حق ادا کیا اور اک میں ہوں جو ان سے بدتمیزی کر بیٹھی"۔ بولتے بولتے وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی۔

"تعبیر دس از ناٹ فیئر یار۔۔ شیم آن یو لڑکی۔۔۔ وہ مجھ سے ناراض ہوں گے میں انہیں سوری کیسے کہوں؟؟ کیا وہ مجھے معاف کر دیں گے؟؟"۔ اپنے عکس کو دیکھتے وہ خود سے مخاطب تھی۔

"ایک بار کوشش کرکے دیکھتی ہوں کیا حرج ہے ؟؟"۔ بولتے ہی اسنے بیڈ پہ رکھا دوپٹہ گلے میں سلیقے سے ڈالا اور روم سے نکل کر عمر کے روم کے باہر جا کھڑی ہوئی۔

"آجاو"۔ دروازے پہ دستک ہوئی تو عمر نے بغیر دیکھے صوت بلند کی۔

عمر کے قریب آتے وہ سر جھکائے کھڑی ہو گئی۔

"کیا ہوا؟؟"۔ عمر جو اسکی سمت پشت کیئے کھڑا تھا اب اسکی جانب گھوما۔

"عمر بھائی آئی ایم سوری پلیز مجھے معاف کر دیں"۔ اسنے التجا کی۔

"میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گا تعبیر"۔ عمر نے مسکراہٹ لبوں تلے دبائی جس پہ تعبیر نے سرعت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں اگر آپ نے دوبارہ سوری یا تھینکس جیسے تکلفانہ الفاظ زیر استعمال لائے"۔ بولتے ہی اسنے دھیمی مسکراہٹ تعبیر کی جانب اچھالی۔

"تھینک۔۔۔۔ اوہو سو۔۔۔۔ نہیں نہیں کچھ بھی نہیں"۔ زبان قابو میں کرتے اسنے ہونٹوں پہ انگلی رکھی۔

"پاگل"۔ عمر نے تعبیر کے سر پہ ہولے سے تھپکی دی۔

-------------- --------------

"عبیر کی عدم موجودگی میں تعبیر کہاں گئی جو انکے گھر تالا لگا تھا۔۔۔ عبیر کے ساتھ تو جا نہیں سکتی اور نا ہی انکا کوئی رشتہ دار کراچی میں ہے پھر تعبیر گئی کہاں ؟؟"۔ سوچ کے لنگر کے ساتھ خیالوں کے سمندر میں وہ ڈوبتی چلی جا رہی تھی جبی عرفان سے اسکی ٹکر ہوئی اور اسنے ہاتھ میں پکڑی فائل فرش کی زینت کی۔

"کیا ہوا مس نینا؟؟ کن خیالوں میں گم ہیں ؟؟"۔ عرفان نے جھک کر فائل اٹھائی اور دوبارہ سے نینا کے سپرد کی۔

"عرفان صاحب میں عبیر کی بہن کے بارے میں سوچ رہی تھی اور اسی کو لے کر پریشان ہوں"۔

عرفان، نینا اور عبیر جب تک اس انڈسٹری میں تھی ُکا امپلائے بانڈ بہت اچھا تھا۔۔ تینوں سکھ دکھ کے ساتھی تھے

تبھی یہ ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں چھپاتے تھے۔

"مس عبیر کی بہن کے بارے میں 'کیوں کیا ہوا ہے ؟؟"۔وہ چونکا۔

"آپکو تو اس بات کا علم ہے کہ عبیر اب قطر ائیر لائنز میں کیبن کریو کی جاب کرتی ہے وہ ڈیوٹی پہ جائے تو کم از کم تعبیر گھر ہوتی ہے میں آج اسکے گھر گئی تھی مگر گھر کوئی بھی نہیں تھا۔۔ان فیکٹ گھر پہ لاک لگا تھا"۔

"تو اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے مس نینا؟ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی فرینڈ کے گھر گئی ہوں یا مئے بی کالج ؟"۔ عرفان نے اندازہ لگایا۔

"ہاں یہ ہو سکتا ہے"۔نینا نے تائید کرتے کہا۔

"خیر چھوڑیں یہ بتائیں آپ سر کے کیبن جارہی ہیں ؟؟"۔فائل کو سرسری دیکھتے اسنے کہا۔

"جی"۔

"لیکن سر تو آئے ہی نہیں"۔

"اب میں کیا کروں یہ فائل سر کو آج لازمی دینی تھی"۔نینا پریشان ہوئی۔

"آپ ایسا کریں یہ فائل مجھے دے دیں میں آج سر کے گھر جاوں گا تو لگے ہاتھوں یہ فائل بھی سر کو دے دوں گا"۔ نینا کو آگاہ کرتے عرفان نے مزید کہا۔

________________ ________________

روشن دن اور سورج کے عروج کے باوجود روم میں روشنی بہت کم تھی اسکی وجہ تھی وہ روم اور اسکی بناوٹ رہی سہی کسر دروازہ کے بند ہونے نے نکال دی تھی۔

روم میں معیت پانچ لوگ تھے جن میں سے چار ایک جیسے سیاہ پینٹ کوٹ پہ سفید شرٹ پہنے ہوئے تھے انکے علاوہ جو ایک انسان موجود تھا اسکے ہاتھ رسیوں سے بندھے تھے۔۔رسیاں چھت سے منسلک ہونے کی بدولت اسکے

دونوں ہاتھ اوپر کی جانب تھے' بدن پسینے میں اس قدر شرابور تھا کہ اسکے سر کے بال بھی مکمل نم ہو چکے تھے۔۔ صبح سے بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے اب اسکی ہمت دم توڑ چکی تھی۔۔ کھانے کی جگہ مار کھانے کے سبب اسکا چہرہ مرجھا گیا تھا۔

"بول تجھے کس نے بھیجا تھا؟؟"۔ ان چاروں میں سے ایک نفوس اسکے قریب آیا اور بالوں کی مدد سے اسکا چہرہ اوپر کو کیا۔

"بتا تو رہا ہوں کہ مجھے کسی نے نہیں بھیجا"۔ ایک ہی بات پہ قائم رہتے اسنے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔

کچھ ہی لمحوں میں ڈراونی آواز پیدا کرتے روم کا دروازہ کھلا جس پہ وہ چاروں چاک وچوبند سائیڈ پہ کھڑے ہوئے جیسے آنے والے کا احترام ان پہ لازم وملزوم تھا۔

"کچھ بولا اسنے ؟؟"۔ اسکے قریب آتے عمر نے کہا۔

"نہیں سر"۔ چاروں میں سے ایک نفوس نے کہا۔

"کیا تم اپنی خیر نہیں چاہتے ؟ یا تمھیں اپنی جان پیاری نہیں ؟ سیدھے طریقے سے بتا دو تم نے یہ گھٹیا حرکت کس کے کہنے پہ کی ہے میں تمھاری جان بخش دوں گا ورنہ گھی اگر سیدھی انگلی اسے نا نکلے تو انگلی ٹیڑھی کرنے کا ہنر بھی موجود ہے اور میں اس سے مستفید بھی ہو سکتا ہوں"۔ عمر نے اسے وارن کیا۔

"میں سچ بول رہا ہوں صاحب میں خود وہاں گیا تھا"۔ ڈھیٹائی کا مظاہرہ کرتے اسنے کہا۔

"ٹھیک ہے' گارڈز اسے گل ٹڑیوں اور جرمن شفرڈ کی خوراک بنا دو کم از کم وہ تو سیر ہو کر کھائیں"۔ بولتے ہی وہ دروازے کی جانب گھوما۔

"نہیں نہیں صاحب ایسا مت کریں میں بتاتا ہوں' سب بتاتا ہوں"۔ بھیانک موت کا تصور کرتے وہ تلملا اٹھا جس پہ عمر مسکراتا اپنے قدموں کی حرکت روک گیا اور دوبارہ سے اسکے سامنے جا کھڑا ہوا۔ "مجھے نام چاہیئے اسکا"

--------------- ---------------

"لائبہ۔۔۔لائبہ "۔گھر کے ہال میں پہنچتے عمر نے گھر کو سر پہ اٹھالیا تھا۔

"ایسی بھی کیا بے قراری عمر۔۔ذرا دم لو"۔سامنے کے روم سے لائبہ مسکراتی ہوئی باہر آئی۔

"کیا ہوا عمر بیٹا؟؟"۔شمسہ بیگم کے بعد زاہدہ بھی اپنے اپنے رومز سے نکلتی اس طرف آئیں۔

عمر کے تیور سے اس پہ حاوی ہوا طیش خوب چھلک رہا تھا اور چہرے کے تاثرات بھی گرجتے بادلوں کی مانند تھے۔

"تم مجھ سے کچھ کہو اس سے پہلے میں تمھیں کچھ کہنا چاہتی ہوں ان فیکٹ کچھ دکھانا چاہتی ہوں۔۔۔خالہ جان"۔

عمر کے قریب آتے اسنے آواز کو قدرے بلند کیا۔

جس پہ منزہ لائبہ کے متعاقب روم سے نکلتے لائبہ کے برابر آکھڑی ہوئی۔

"ماما آپ یہاں؟؟"۔حیرت مآبی کا مجسمہ بنتے عمر نے کہا۔

"ہاں بیٹا میں آج ہی پاکستان آئی ہوں کامران بھائی اور زاہدہ سے تمھارے اور لائبہ کے رشتے کی بات کرنے کیلیئے"۔منزہ کی بات پہ عمر کے چہرے کے زاویے مزید پر اسرار ہوئے۔

"آپ نے یہ سوچ بھی کیسے لیا کہ جس لڑکی کو میں جوتے کی نوک پہ رکھنا گوارہ نہیں کرتا اسے میں سر آنکھوں پہ بٹھاوں گا؟"۔عمر کی آنکھوں میں عتاب کے دہکتے انگاڑوں کی تپش مزید بڑھ گئی تھی۔

"تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے ایسا کہنے کی؟"۔لائبہ بھڑک اٹھی تھی۔

"عمر یہ تم کیا بول رہے ہو؟؟؟"۔منزہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

"وہی ماما جو آپ سن رہی ہیں'میں قطعا اس پنچ اور گھٹیا لڑکی کو اپنا ہم سفر نہیں بناوں گا"۔منزہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسنے کہا۔

"گھٹیا میں نہیں گھٹیا تو وہ لڑکی ہے جس۔۔۔۔"۔

"جسکی عزت سر بازار تم نے اچھالنے کی کاوش کی"۔ عمر نے اسکی بات کاٹی۔

"عمر تم میری بیٹی پہ بے بنیاد الزام نہیں لگا سکتے"۔ زاہدہ کے سینے میں بھی غصے کی آگ کا شعلہ بھڑکا۔

"الزام نہیں حقیقت ہے جس سے آپکی یہ نیک پروین بخوبی واقف ہے"۔ عمر نے لائبہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو عمر"۔ پانی سر سے اوپر جاتا دیکھ شمسہ بیگم عمر کے قریب آئیں۔

"نانو جان آپ اس لڑکی کی سوچ تک نہیں پہنچ سکتیں۔۔ ایک معصوم کی عزت پامال کرنے کی سازش رچی اس نے"۔

"معصوم مائی فٹ۔۔۔ ایک بد چلن بھلا معصوم کیسے ہ۔۔۔"۔

"چٹاخ"۔ ایک زناٹے دار تھپڑ نے لائبہ کا منہ دوسری جانب لگا کر بقیہ الفاظ کو اسکے منہ تک محدود کیا۔

"عمر"۔ منزہ نے فوراً اسے بازو سے پکڑتے لائبہ سے دور کیا کیونکہ اگر منزہ ایسا نا کرتی تو ممکن ہے عمر اسے دوسری مہر بھی رسید کر دیتا۔

"بد چلن وہ نہیں تم ہو جسکے اوباش اور آوارہ لڑکوں سے رابطے استوار ہیں"۔

عمر نے تپ کے کہا۔

"بس کر دو عمر اور جاو یہاں سے"۔ منزہ نے سرزنش کی جس پہ عمر وہاں سے چلا گیا تھا۔

"منزہ آپا آپ دیکھ رہی ہیں کہ عمر کتنا بدلحاظ ہو گیا ہے اسے کسی بات کی 'کسی بھی رشتے کی کوئی پرواہ نہیں"۔ عمر کے جاتے زاہدہ منزہ کے قریب آ کر کہنے لگی۔

--------------- ---------------

عرفان ڈرائنگ روم میں عمر کا منتظر تھا جب دیاب ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

"انت صوفیۃ؟؟ الذین یر تبطون بمنصب صاحب العمل فی صناعۃ الطحالب"

(آپ تو عرفان صاحب ہیں نا؟؟ جو الگالا انڈسٹری میں امپلائے کی حیثیت سے منسلک ہیں)

دیاب نے کنفرم کرتے کہا۔

"نعم أنا كنية"

(ہاں جی میں عرفان ہوں)

عرفان نے کہا۔

"هل تعرف اللغة العربية"

(آپکو عربی زبان آتی ہے؟؟)

دیاب حیرت انگیز حد تک خوش ہوا۔

"نعم، أنا علی درایة باللغة العربیة لأنہ قبل المجیء إلی ھذہ الصناعة، عملت في الفرع السعودي لھذا السبب أنا علی درایة ببعض اللغة العربیة"

(جی سر میں عربی زبان سے شناسائی رکھتا ہوں کیونکہ اس انڈسٹری میں آنے سے پہلے میں سعودی برانچ میں کام کر چکا ہوں اس وجہ سے کچھ عربی زبان سے میں بھی واقفیت رکھتا ہوں)

عرفان نے وضاحت دی۔

"لحسن الحظ ھناک شخص آخر غیر السن یفھم لغتي خلاف ذلک، کل ما کان علي فعلہ ھو النظر إلی فمي ھنا وھناک"

(شکر ہے عمر کے علاوہ کوئی تو ہے جسے میری زبان سمجھ آئی ورنہ تو بس یہاں مجھے سب کا اور سب کو میرا منہ ہی دیکھنا پڑ رہا تھا)

دیاب نے کبیدگی سے کہا اور عرفان کے مقابل جا بیٹھا۔

عمر بھی فی الفور ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

"اسلام وعلیکم سر"۔ عمر کے آتے عرفان نے فوراً نشست چھوڑ دی۔

"وعلیکم السلام' کہو عرفان؟"۔ بولتے ہی وہ عرفان کی دائیں جانب رکھے کشادہ صوفے پہ جا بیٹھا۔

"سر آج جتنی بھی میٹنگز تھیں وہ میں نے پوسٹپونڈ کر دی ہیں اب میٹنگز نیکسٹ ویک ہوں گی یا جب آپ چاہیں سر' بہر حال آپ جو بھی کہیں گے میں اس حساب سے مینیجمنٹ کر لوں گا۔۔یہ ان تمام میٹنگز کی فائلز"۔ بولتے ہی اسنے سائیڈ پہ رکھیں فائلز عمر کی جانب بڑھائیں۔"اور یہ فائل سر مس نینا نے آپکو دینے کیلیئے کہا ہے آپ یہ بھی دیکھ لیجیئے گا"۔ہاتھ میں پکڑی علیحدہ فائل کو بھی اسنے عمر کے سپرد کی۔

"ٹھیک ہے میں دیکھ لوں۔۔۔۔"۔

"عمر بھائی آپ کہاں رہ گئے تھے میں کب سے بور ہو رہی ہوں ایک تو دیاب بھائی کو بھی میری کوئی بھی بات سمجھ نہیں آتی"۔اس دم تعبیر نے ڈرائنگ روم میں وارد ہوتے عمر کی بات کاٹ دی تھی جس پہ عرفان' دیاب اور عمر کی یکلخت نظر تعبیر کی جانب اٹھی۔

"تعبیر آپ جاو میں تھوڑی دیر میں آتا ہوں"۔ چہرے پہ سنجیدگی کا نقاب اوڑھے عمر تعبیر سے مخاطب ہوا۔

--------------- ---------------

دیاب' تعبیر اور عمر تینوں ٹی-وی لاونج میں بیٹھے لڈو کھیل رہے تھے۔۔۔ مستطیل نما لکڑی کا چوڑا میز جس پہ فل سائز لڈو رکھی تھی' جس پہ ان تینوں کی گوٹیاں اپنی اپنی باری پہ رقص کر رہیں تھیں۔۔۔ تعبیر نے سبز رنگ کا انتخاب کیا، دیاب نے سرخ جبکہ عمر نیلے رنگ کا چناو کرتے تعبیر کے مد مقابل تھا۔

تعبیر کی آخری گوٹ تھی جو گھر سے اپنا سفر طے کرتی عمر کی حدود میں آٹھہری تھی۔۔۔ تعبیر عمر کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھ رہی تھی اور دیاب تمسخرانہ ہنسی لیئے جبکہ عمران دونوں کو دیکھتے مزے لیتے مسکرا رہا تھا ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑی ڈبیا کو دانستہ ہلانے پہ کھڑ کھڑ کی آواز پیدا کر رہا تھا' تعبیر کی گوٹ دو عدد کی مار تھی۔

"یا اللہ جی پلیز دو نہیں' دو نہیں"۔ حوصلہ ناپڑتے تعبیر نے دائیں ہاتھ کو آنکھوں کے سامنے کیا۔

"عمر ھو آخر قناۃ في التفسیر سیفوز خذ اثنین"

(عمر تعبیر کی آخری گوٹ ہے' جیت جائے گی۔۔ دو لے اڑا دے)

دیاب نے کہا۔

"اور یہ رہے۔۔۔۔ دو"۔ عمر نے ڈائس پھینکا جو تعبیر کی بد قسمتی کا سندیس لایا تھا اور دیاب کیلیئے خوشی کا۔

"لیس ھذا ھو الحال"

(یہ ہوئی نا بات)

تعبیر کا اترا چہرہ دیکھ کر دیاب قہقہ لگاتے ہنس دیا۔

"معذرت چندہ یہ گیم ہے' گیم میں منزل پہ فوکس کیا جاتا ہے اور منزل پہ فوکس کرنے کیلیئے ضروری ہے کہ اپنوں پہ توجہ نا دی جائے ورنہ منزل چھوٹ جاتی ہے"۔ تعبیر کی جانب دیکھتے عمر نے خوش کن انداز میں کہا اور اگلی چال چلی۔

--------------- ---------------

بلیک پینٹ پہ سادہ ہلکے گلابی رنگ کی شرٹ پہ سیاہ ٹائی اور سیاہ ہی اسٹائلش فتوحی پہنے وہ ہاتھ میں برش پکڑے بالوں کو سنوارنے میں لگا تھا۔۔ بالوں کی بناوٹ کے بعد اسنے برس دوبارہ سے جگہ پہ رکھا' ڈریسنگ کے سامنے رکھی گئیں سو طرح کے برینڈز کیں ہزار طرح کی خوشبوؤں سے لبریز کانچ کی شیشیوں میں سے ایک کا چناؤ کرتے اسنے کالر کے گرد چھڑکاؤ کرتے دوبارہ سے جگہ پہ رکھا اور سائیڈ ٹیبل کی جانب گھوما۔

رسٹ واچ کو دائیں کلائی کی زینت کیا پھر فون اور والٹ اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھا جب تعبیر زار زار روتی اسکے روم میں داخل ہوئی۔

"کیا ہوا تعبیر؟؟تم رو کیوں رہی ہو؟؟؟"۔

"عمر بھائی وہ۔۔۔"۔ آواز جیسے اسکے حلق میں اٹک کے رہ گئی تھی۔

"کیا ہوا تعبیر بتاؤ مجھے؟"۔ عمر نے اسکے شانوں پہ ہاتھ رکھے۔

اسی اثنا میں تعبیر نے اپنی پیشانی عمر کے سینے سے ٹکالی جس پہ تعبیر کے آنسو اسکی فتوحی کے ساتھ شرٹ کو بھگونے لگے تھے۔

"تعبیر بچے اگر مجھے بتاؤ گے نہیں تو مجھے پتہ کیسے چلے گا کہ ماجرا کیا ہے؟"۔

اپنی حالت کو بحال کرتے اسنے سیدھا ہوتے عمر کا ہاتھ تھاما اور اپنے روم کی جانب قدم اٹھانے لگی۔

"بتایا جا رہا ہے کہ گزشتہ روز طیارے کی پرواز موسمی خرابی کی وجہ سے منسوخ کر دی گئی تھی اور آج یہ طیارہ کراچی کے بجائے اسلام آباد ائیر پورٹ پہ لینڈ کرنا تھا مگر بد قسمتی سے طیارہ ہولناک سانحے کا شکار ہو گیا"۔ جو نہی عمر تعبیر کے روم میں داخل ہوا ایل ای ڈی پہ لگے نیوز چینل پہ بولتی اینکر کی بدولت عمر اپنی زندگی میں رونما ہونے والی ناگہانی آفت کے بارے میں خبر دار ہوا۔

"یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ طیارے میں کیپٹنز اور کیبن کریو کے عملے سمیت سات سو پچاس مسافر سوار تھے۔۔ کیبن کریو کے عملے میں صرف خواتین تھیں جن میں اسما بی بی، ہیلن گل، فریال قاسم اور عبیر حیات شامل ہیں۔۔۔۔ وقت ہوا ہے ایک بریک کا مزید اپ ڈیٹ کیلیئے ہمارے ساتھ رہیئے گا"۔ سکرین پہ چلتی فوٹیج اور تصاویر دیکھتے عمر کے پیروں تلے سے زمین کھسکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

--------------- ---------------

ہیلی کاپٹر کچھ ہی گھنٹوں میں اسلام آباد کی سر زمین پہ اترا۔

سی ایم ایچ، قائد اعظم انٹرنیشنل ہوسپٹل اور پمز میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی تھی۔۔۔ عبیر کی تلاش میں عمر نے

ایک کے بعد ایک ہوسپٹل کا دورہ کیا مگر یاس کے علاوہ اسے کچھ حاصل نا ہوا۔

سی ایم ایچ اور قائد اعظم ہوسپٹل سے خالی ہاتھ لوٹنے کے بعد اب عمر پمز پہنچا تھا جہاں لوگوں کی ہلچل خاصی تھی۔

"سسٹر یہاں آنے والے مسافروں کی فہرست یا انفارمیشن ہے آپ کے پاس تو کائینڈلی مجھے بتا دیں"۔ ریسپشن پہ پہنچتے اسنے ریسیپشنسٹ کو مخاطب کیا۔

"سوری سر مجھے اس حوالے سے کوئی بھی جانکاری نہیں ہے آپ وارڈز میں جا کے چیک کر لیں"۔ ریسیپشنسٹ نے نفی کرتے کہا۔

"اوکے"۔ جونہی عمر مڑنے لگا ریسیپشنسٹ نے اسے دوبارہ مخاطب کیا۔

"ایک اور بات سر ان مسافروں میں سے اکثر وفات پا چکے ہیں جن کی ڈیڈ باڈیز سرد خانے میں موجود ہیں۔۔ وارڈز کے بعد آپ وہاں بھی ایک بار چیک ضرور کر لیجیئے گا"۔

عمر نے جواب میں سر کو جنبش دی۔

________________ ________________

"حادثے میں جاں بحق ہونے والوں کی تعداد اسی ہوگئی ہے مزید معلومات کیلیئے اسلام آباد سے فیصل ہمیں مزید اپ ڈیٹ کریں گے۔۔ جی فیصل بتایئے گا کیا صورت حال ہے وہاں؟؟"۔ اینکر نے نمائندے سے رابطہ استوار کیا۔

"جی ثنا میں اس وقت اسلام آباد موجود ہوں جہاں طیارہ ہولناک حادثے کا شکار ہوا۔۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ ہلاکتوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا 'لوگوں کی افرا تفری بہت زیادہ ہے۔۔۔ جلنے کے باعث کئی لوگوں کے چہرے جھلس گئے ہیں جس سے انکی شناخت میں مشکل پیش آ رہی ہے فلوقت ان تمام افراد کا ڈی این اے ٹیسٹ کروانے کی ہدایت کی گئی ہے دوسری طرف زخمیوں کو فوری طور پر ریسکیو کیا جا رہا ہے"۔

For more visit (exponovels.com)

نمائندے نے صورت حال سے آگاہ کرتے کہا۔

سکرین پہ نظر گاڑھے تعبیر مستقل آنسوؤں کا ذخیرہ بہارہی تھی۔۔اسی دوران دیاب اسکے روم میں داخل ہوا اور تعبیر کی حالت دیکھ وہ بھی ذہنی اذیت کا شکار ہوا۔

روم سے باہر آتے دیاب نے فوراسے فون انلاک کیا اور کال لاگ سے عمر کا نمبر ڈائل کیا جو کچھ ہی دیر میں ریسیو ہو گیا تھا۔

"نعم دیابول یتکلم ؟؟"

(ہاں دیاب بول؟؟)

عمر نے جھنجھلا کر کہا۔

"وجدت شیئا؟؟"

(کچھ پتہ چلا؟؟)

دیاب نے کہا۔

"لا، لم یتم الكشف عن أي شخص حتى الآن أنا أبذل قصارى جهدي فقط صل"

(نہیں یار ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا اپنی طرف سے پوری کوشش کر رہا ہوں بس دعا کرو)

بمشکل ہمت کرتے عمر نے جواب دیتے آہ بھری۔

"إن شاء الله الخير فلا تقلق التفسير هنا محزن للغاية لا أستطيع حتى أن أريحها"

(اللہ خیر کرے گا تو پریشان مت ہو' یہاں تعبیر بھی بہت غمگین بیٹھی ہے میں اسے بھی دلاسہ نہیں دے سکتا)

دیاب نے تاسف سے کہا۔

"لا تقلق فأنا أرسل نينا فقط لرعايتها"

(تم فکر مت کرو میں نینا کو بھیجتا ہوں بس تم اسکا خیال رکھو)

"حسنًا"

(ٹھیک ہے)

عمر کی جانب سے کال کاٹ دی گئی تھی۔

-------------- --------------

سرد خانے سے باہر آتے عمر کے چہرے پہ صرف مایوسی کی حکومت تھی۔

"سر اگر اتنی سیکیورٹی اور دولت کے باوجود بھی آپکو موت کا ڈر لاحق ہے تو اس کھوکھلی شان کا کیا فائدہ؟؟"۔

ہر لڑکھڑاتے قدم کے ساتھ اسے عبیر کے کہے الفاظ برق رفتاری سے یاد آنے لگے تھے جبھی ہجوم کی مختلف آوازوں سے جھولتی بل کھاتی ایک مدھم سی آواز عمر کی حس سامعہ سے آلپٹی جس پہ اسنے فوراسے آواز کے عقب میں نظر دوڑائی جہاں ایک نرس دوسری سے بحث کرتے نظر آئی۔

"پتہ نہیں اسکے فیملی والے کیوں نہیں پہنچے؟ بیچاری ابھی بمشکل ستائیس کی ہوگی۔۔ ابھی تک اسکی تلاش میں کوئی نہیں آیا"۔ ایک نے کہا۔

"چہرہ تو بچ گیا مگر جسم کی دائیں سائیڈ مکمل جھلس گئی ہے' سرجری کرنی ہوگی مگر ایسے میں کون اسکا مددگار بنے گا؟؟"۔ دوسری نے ہمدردی ظاہر کی۔

عمر قدموں کی رفتار تیز کرتا گرتا پڑتا انکے قریب پہنچا۔

"سسٹر آپ لوگ کس لڑکی کے متعلق بات کر رہی ہیں؟؟"۔ عمر نے پھولتی سانس سے کہا۔

"سر اس سٹریچر پہ ایک لڑکی ہے جو ابھی زندہ ہے مگر ابھی تک اسکی فیملی سے کوئی نہیں آیا شاید بے سہارا ہے"۔ نرس نے اپنے سے کچھ فاصلے پہ پڑے سٹریچر کی جانب اشارہ کرتے اندازہ لگایا۔

عمر سٹریچر کے قریب آتے ہی لمحہ بھر سانس بحال کرنے کی غرض سے رکا۔

کپکپاتے ہاتھوں کی مدد سے اسنے بے جان پڑے وجود کے چہرے سے سفید کپڑا اتارا تو اسکا دل جیسے مٹھی میں آ گیا۔

عمر کی آنکھ سے نکلے بے رنگ اوس کے اس پہلے قطرے نے عبیر کی سیاہ پڑی پیشانی پہ پناہ لی۔

عمر کی آنکھوں میں آئے آنسوؤں کی بدولت عبیر کا چہرہ دھندلا سا گیا تھا' یکلخت عمر کے بدن میں پھریری کی لہر دوڑ گئی۔

\-------------- --------------

"اسلام وعلیکم"۔

دیاب سیڑھیاں اترتا کچن کی جانب بڑھ رہا تھا جب دائیں ہاتھ پہ انٹرنس کی حد پھلانگتی نینا پہ اسکی یکلخت نظر پڑی جس پہ وہیں رکا رہ گیا اور نینا قدم اٹھاتی دیاب کے قریب آئی۔

ہلکے نارنجی رنگ کی قمیض جو گھٹنوں سے تھوڑا اوپر تھی' جسکا گلا نیوی بلیو دھاگے سے باریک بنی سے بنایا گیا تھا۔۔۔ قمیض کے ہم رنگ سادہ شلوار جسکے سائیڈ پہ چنٹ تھے اور گلے میں نیٹ کا نیوی بلیو دوپٹہ۔۔۔ بالوں کو کرمپ کر رکھا تھا جو کمر پہ پھیلے ہوئے تھے' آنکھوں میں کاجل کی باریک لکیر اور پیروں میں نیوی بلیو ناگرے۔

(کیسی ہیں آپ؟؟)

اردو زبان سے ناواقفیت کے باعث نینا پہ برابر سلامتی بھیجے بغیر دیاب نے سوال کیا۔

دیاب کی بات نا سمجھتے وہ تذبذب کا شکار ہوئی۔

"اب میں ان سے یہ کیسے پوچھوں کہ تعبیر کہاں ہے؟"۔ نینا بڑبڑائی۔

سفید سادہ شلوار پہ سیاہ کرتا پہنے دیاب ہاتھوں میں پانی کی بوتل پکڑے نینا کو دیکھ رہا تھا۔

گندمی رنگ پہ نزاکت سے بنا خط' اس خط میں ایک پراسرار خفیف سی کشش تھی جو نینا کو اپنی جانب راغب کر رہی

تھی اور نا چاہتے ہوئے بھی نینا اسکے چہرے کا طواف کرنے پہ مجبور تھی۔

(تعبیر اوپر روم میں ہے اس سائیڈ سے تیسرا)

بولتے ہی اسنے ہاتھ کے اشارے سے نینا کو سمجھانے کی کوشش کی۔

نینا کی پلکوں میں ارتعاش پیدا ہوا۔

سر کو "ہاں" میں ہلاتے نینا سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

--------------- ---------------

بجلی کی سی پھرتی دکھاتے بغیر وقت کا ضیاع کیئے عمر نے عبیر کو پرائیویٹ جیٹ میں سعودی عرب منتقل کرتے اسے سعودی عرب کے مہنگے اور اچھے ہوسپٹل "سعودی جرمن" میں داخل کرایا تھا۔

(سر جسم کی دائیں سائیڈ مکمل جھلس گئی ہے فوراً سرجری کرنی پڑے گی۔۔ اللہ پہ توکل کرتے ہم کوشش ہی کر سکتے ہیں ہوگا وہی جو اس کی ذات چاہے گی اسکے آگے انسان کی کیا بساط)

لیڈی ڈاکٹر نے عمر کو مخاطب کرتے کہا۔

(ڈاکٹر جو بھی کرنا ہے آپ کیجیئے لیکن پلیز انکی جان بچا لیجیئے' میں آپ سے درخواست کرتا ہوں)

عمر نے التجا کی۔

ڈاکٹر او ٹی میں داخل ہوئی تو عمر نے بے بسی کے ساتھ پشت دیوار سے لگا کر نظریں او ٹی کے دروازے پہ لگا لیں۔

--------------- ---------------

تعبیر کو بمشکل کھانا کھلانے کے بعد نینا نے اسے تھپک کر سلا دیا تھا' تعبیر کو سلانے کے بعد نینا ڈریسنگ کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور ڈریسنگ کے سامنے رکھی گئیں مختلف برینڈ کی ہزار طرح کی اشیا بغور دیکھنے لگی۔

دروازے پہ دستک ہوئی تو ڈریسنگ کی حد سے باہر نکلتے نینا دروازے کے سامنے آئی جہاں دیاب کھڑا تھا۔

(آپ نے کھانا کھایا؟؟)

بیڈ پہ نیند کی آغوش میں' تعبیر پہ نظر ثانی کرتے دیاب نے نینا کو مخاطب کیا۔

وہی پرانی بات عربی سے انجان نینا "صم بکم" کھڑی دیاب کو دیکھے جا رہی تھی۔

نینا کی خود پہ متحیر نگاہیں منجمد دیکھ دیاب نے نینا کی جانب اشارہ کرتے ہاتھ کو لقمے کی شکل میں بناتے منہ تک رسائی دی جس پہ نینا نے خوش کن انداز میں سر کو جنبش دی۔

--------------- ---------------

اوٹی سے باہر آتے ڈاکٹر نے ماسک اتارا' عمر بھی تیز گام ڈاکٹر کے قریب پہنچا۔

(ڈاکٹر اب پیشنٹ کی حالت کیسی ہے؟؟)

آبدیدہ دل کے ساتھ اسنے بمشکل زبان کو حرکت دی۔

(الحمد اللہ سرجری کامیاب رہی ہم تھوڑی دیر میں پیشنٹ کو روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ ان سے مل سکیں گے لیکن ان سب کے دوران پیشنٹ کا ہوش میں آنا بہت ضروری ہے۔ آپ اللہ سے دعا کریں)

عمر کو باور کراتے ڈاکٹر وہاں سے چلی گئی تھی۔

عمر کی آس کا دیا دوبارہ سے امید کی لو میں جلنے لگا تھا۔۔۔ نراس کا لباس تن سے دور کرتے عمر نے جھٹ سے پینٹ کی پاکٹ سے فون نکال کر دیاب کا نمبر ملایا۔

--------------- ---------------

"پانی" اٹھ گھنٹے کی لگاتار عارضی بے ہوشی کے بعد عبیر اب ہوش میں آئی تھی' لبوں نے ہلنے کی جسارت کی مگر آنکھیں ہنوز بند تھیں۔

تھکن اور درد کا ایک جزو ابھی اسکے بدن سے ملفوف تھا۔

عمر جو بلا وساطت روم میں داخل ہوا'اسکے ہلتے لب دیکھتے فوراً اسے عبیر کے قریب آیا۔

گلاس میں پانی ڈالتے اسنے عبیر کے سر کو ٹیک دیتے' چہرہ اوپر کو کیا پھر گلاس کو اسکے لبوں تک رسائی دی۔

پانی کے دو گھونٹ سے حلق تر کرتے عبیر نے بائیں ہاتھ کی مدد سے گلاس کو خود سے دور کیا جس پہ عمر نے اسکے سر کو دوبارہ تکیے پہ پناہ دی۔

آہستہ آہستہ آنکھوں کو کھولتے عبیر نے ارد گرد ماحول کا جائزہ لیا۔ دھندلانے کے بعد اب اسکی آنکھوں میں تصویر واشگاف ہوئی۔۔ کمفرٹیبل روم کو دیکھتے اسے اس بات کا مکمل احساس بلکہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ پاکستان نہیں ہے۔

عمر کو اپنی دائیں جانب کھڑا دیکھ اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"سر آپ؟؟"۔ بولتے ہی اسنے اٹھنے کی کوشش کی۔

"مس عبیر آپ لیٹی رہیں آپکو آرام کی اشد ضرورت ہے"۔ عمر نے اسے ٹوکا۔

"لیکن سر میں تع۔۔۔۔"۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ تعبیر سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں' جب تک آپکی ملاقات نہیں ہو گی آپ کی روح کو چین نہیں آئے گا اس وجہ سے میں نے تعبیر کو یہیں بلوا لیا ہے"۔ عمر نے اسکے الجھے مضطرب ذہن کو مطمئن کیا۔

"آپی"۔ کچھ ہی دیر میں روم کا دروازہ کھلا اور تعبیر کے بعد دیاب روم میں داخل ہوا۔

عبیر کے قریب آتے تعبیر نے اسکا چہرہ ہاتھوں کی اوک میں لیا۔

"میں ٹھیک ہوں تعبیر تم فکر مند نا ہو"۔ عبیر نے مسکراہٹ لبوں پہ سجائی۔

"آپ لوگ باتیں کیجیئے مجھے گھر جانا ہے' انشاء اللہ پھر ملاقات ہو گی"۔ عبیر کو ہنستا دیکھ عمر کے دل کو قرار آیا تھا۔

(دیاب تم انکا خیال رکھنا ویسے تو ضرورت کی تمام اشیا میں نے منگوا لیں تھیں مگر پھر بھی اگر کسی چیز کی ضرورت

پیش آئی تو منگوا لینا' میں گارڈز یہیں چھوڑ کر جا رہا ہوں)

دیاب کر قریب آتے عمر نے وضاحت کی۔

--------------- ---------------

(اتنی بڑی بات ہو گئی اور آپ مجھے اب بتا رہی ہیں)

شیخ ابو الاسلام صاحب گھر کے وسیع ہال میں' سامنے کھڑی منزہ پہ برہم ہوئے جب منزہ نے انہیں گزشتہ روز رونما ہونے والے واقعے سے خبر دار کیا۔

(میں یہ سوچ کے خاموش رہی کہ کہیں آپ باپ بیٹے میں خلش نا آجائے)

منزہ نے خفقانیت سے کہا۔

(عمر ہماری اکلوتی اولاد ہے کیا آپکو یہ گوارہ ہے کہ وہ ایک معمولی لڑکی کی خاطر در بدر پھرے؟ اسکا خادم بن کر رہے۔ اگر آپ مجھے یہ سب پہلے بتا دیتیں تو بات یہاں تک ہر گز نا پہنچتی بلکہ میں عمر کو سمجھا لیتا مگر آپکی اس حماقت کی بنا پہ تمام مسئلہ بگڑ گیا ہے۔ آج بات یہاں تک آن پہنچی ہے کہ وہ اپنوں کو تیر کے نشانے پہ رکھتا ہے)

شیخ الاسلام صاحب عتاب میں انٹرنس کی جانب گھومے جہاں عمر انٹرنس کی حد کو پار کرتا اس طرف آیا۔

(شکر ہے تمھیں خیال آیا کہ تمھارے ماں باپ ابھی زندہ ہیں)

قدموں کی حرکت کو روکتے شیخ نے کہا۔

(اسلام و علیکم)

عمر نے دو حرفی کہا۔

(عمر مجھے تم سے یہ امید قطعاً نہیں تھی کہ تم میرے فیصلے کے بر خلاف جا کر اپنی من مانی کرو گے)

(بابا پلیز میں اس بارے میں مزید بحث کے موڈ میں نہیں)

For more visit (exponovels.com)

عمر نے نظریں چرائیں اور منزہ کی جانب آیا۔

(عمر تم سمجھ کیوں نہیں رہے ہم تمھاری بھلائی چاہتے ہیں 'ایسی لڑکیوں کا شیوہ ہوتا ہے امیر کبیر لڑکوں کو پھانس کر انکے ساتھ بیاہ رچالینا)

شیخ صاحب نے سرد مہری سے کام لیا۔

(پلیز بابا وہ ایسی بالکل نہیں ہے)

شیخ صاحب کی جانب مڑتے عمر نے انکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

(شاباش جس باپ نے تمھیں نظریں اٹھا کے جینا سکھایا آج تم اس لڑکی کی خاطر 'اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہے ہو)

مزید غیض و غضب کا شکار ہوتے شیخ الاسلام صاحب نے تپ کر کہا۔

(آج تمھیں فیصلہ کرنا ہوگا عمر یا تو وہ لڑکی تمھاری زندگی میں رہے گی یا پھر۔۔۔ہم)

شیخ صاحب نے قطعی فیصلہ سنایا۔

(شیخ صاحب آپ یہ کیا۔۔۔)

منزہ تلملا اٹھی۔

(منزہ بیگم آپ خاموش رہیئے)

شیخ صاحب نے منزہ کی بات کاٹی۔

عمر بھی ادن پدن آہ بھرتے جستہ جستہ اپنے روم کی جانب بڑھا جس پہ شیخ الاسلام صاحب نے برجستگی سے کہا۔

(تو آپ نے ہمارا چناو کیا ہے؟)

شیخ صاحب کے لبوں پہ فاتحانہ مسکراہٹ رینگی۔

(میں روم میں سامان پیک کرنے جارہاہوں)

چہرے کو جنبش دیتے اسنے آزمودہ کاری سے کہا جس پہ شیخ کے ساتھ ساتھ منزہ متحیر کھڑی اسے دیکھتی رہ گئی جبی ایک خادم وہاں چراغ کے جن کی مانند وارد ہوا۔

(سر انسپکٹر صاحب آئے ہیں)

(عمر یار تونے مجھے باہر کیوں بلوالیا؟؟خود اندر آجاتانا)

عمر نے دیاب کو میسج پہ ہوسپٹل سے باہر ملنے کا کہا جس پہ دیاب عمر کے قریب آکر حیرت سے کہنے لگا۔

(بس ایسے ہی یار' ویسے بھی میں تھوڑی دیر کیلیئے ہی آیاہوں)

عمر کے چہرے پہ پریشانی اور خفگی کے تاثرات یکجاڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔

(کیوں کیاہوا؟؟اور یہ پولیس فورس یہاں کیا کر رہی ہے؟ کیا انہیں بھی اپنے ساتھ پاکستان لے کر جارہاہے؟)

عمر کے متعاقب سڑک کے کنارے کھڑی تین پولیس وینز کو دیکھتے دیاب نے لافزنی کی۔

(نہیں'ہاں یہ ضرور کہاجاسکتاہے کہ یہ مجھے پاکستان لے کر جارہے ہیں)

عمر نے طنزا بے جان قہقہ لگایا۔

(کیامطلب؟)

دیاب چونکا۔

(سعودی ریاست نے یہ فرمان جاری کیاہے کہ عمر برقان الگالا کو سعودی ریاست سے دور بھیج دیاجائے)

(مگر کیوں عمر؟سعودی ریاست ایسا کیسے کر سکتی ہے؟؟)

دیاب کو زور دار جھٹکالگا۔

(کیونکہ یہ ایسا کرنے کے مجاذ ہیں)

For more visit (exponovels.com)

عمر ہلکا سا ہنسا۔

(مجاز ہونے کا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ کوئی بھی فیصلہ کر دیں۔۔۔ یہ حکم صادر کرنے کا سبب کیا ہے؟؟)

دیاب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

(اس دن فیسٹیول میں خواتین کے ساتھ سیلفی لینے کی پاداش میں' یہ تو سنا تھا کہ انسان کی بدصورتی اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی مگر یہاں خوبصورتی وبال جان بن گئی ہے)

عمر نے دانت پیسے۔

(اسکا مطلب اب تم کبھی بھی سعودی عرب نہیں آو گے)

اپنے عزیز دوست کو کھو دینے کا ڈر دیاب کی آنکھوں سے آنسو بن کر چھلکنے لگا تھا۔

(کم آن جگر' سعودی ریاست چھوڑ رہا ہوں یہ دنیا نہیں)

دیاب کے گلے لگتے عمر نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی۔

(اللہ نا کرے تجھے کبھی کچھ ہو عمر)

ناگواری سے بولتے دیاب سیدھا ہوا جبکہ عمر کا قہقہ گونجا۔

(دیاب ایک اہم بات' مس عبیر اور تعبیر کا خاص دھیان رکھنا جیسے ہی ڈسچارج ہوں تم انہیں پاکستان لے آنا مجھے صورت حال سے بروقت آگاہ کر دینا میں اپنا ہیلی کاپٹر بھیج دوں گا)

عمر نے دیاب کو باور کراتے کہا۔

--------------- ---------------

"آپی عمر بھائی واقعی بہت اچھے ہیں۔ آپکی غیر حاضری میں انہوں نے میرا بہت خیال رکھا' سچ پوچھیں تو جتنا خیال عمر بھائی نے میرا رکھا اتنا شاید سگا بھائی بھی نا رکھتا"۔

عبیر کے سامنے بیڈ پہ بیٹھتے تعبیر نے گرم جوشی سے کہا'عبیر ساکت ہوئی اسکی باتیں سن کر ہنس رہی تھی ساتھ ہی عمر کے بارے میں بھی سوچ رہی تھی۔

"ہاں سر نے مجھے بتایا تھا کہ تم انکے گھر ہو۔میں بھی اس وجہ سے پر سکون ہو گئی تھی کہ کم از کم تم محفوظ ہاتھوں میں ہو"۔عبیر نے تائید کی۔

"اور دیاب بھائی کو تو بات سمجھانے میں گھنٹوں لگ جاتے تھے"۔بولتے ہی اسنے قہقہ لگایا جبھی اسنے عبیر کو سوچوں میں غرق پایا۔"آپی آپ کیا سوچ رہی ہیں؟؟"۔

"کچھ بھی تو نہیں"۔نفی کرتے اسنے نظریں جھکالیں۔

"اچھا'لیکن میں معصوم تو سمجھ رہی تھی کہ آپ میرے بھائی جان کے بارے میں سوچ رہی ہوں گی"۔ہنسی دبائے اسنے کہا۔

"بھائی جان؟؟"۔عبیر نے سوالیہ نظر اٹھائی۔

"ہاں عمر براق بنی گالا کے بارے میں"۔مصنوعی سنجیدگی کا نقاب اوڑھے تعبیر نے کہا۔

"بہت بولنے لگی ہو تم"۔عبیر نے ناراضگی کا اظہار کیا پھر ہنس دی۔

--------------- ---------------

معمول پہ واپس آتے عمر حسب عادت تیار ہو کر انڈسٹری پہنچ گیا تھا۔

ایزی چیئر پہ بیٹھتے اسنے سامنے ٹیبل پہ رکھا لیپ ٹاپ آن کیا ہی تھا کہ دستک ہوئی۔

"کم ان"۔ہنوز لیپ ٹاپ کی سکرین پہ نظر گاڑھے عمر نے آواز بلند کی۔

"گڈ مارننگ سر"۔نینا قدم اٹھاتی عمر کے قریب آئی۔

"مارننگ'مس نینا آپ نے جو مجھے میلز کیں تھیں میں دیکھ چکا ہوں۔۔۔میری عدم موجودگی میں آپ نے آفس

خاص کر تعبیر کا خیال رکھا اسکے لیئے میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہ رہا تھا' لیکن کر نا سکا"۔ عمر نے خوش کن انداز میں کہا۔

" کوئی بات نہیں سر آفس کا کام کرنا تو میرا فرض ہے اور رہی بات تعبیر کی تو وہ میری بھی چھوٹی بہنوں کی طرح ہے میں نے کوئی احسان نہیں کیا"۔ نینا نے پر مسرت انداز میں کہا۔" سر آپ عبیر سے ملے ہوں گے اب عبیر کیسی ہے ؟ زیادہ پریشانی والی بات تو نہیں ؟"۔ نینا نے پس و پیش کہا۔

" نہیں مس نینا اللہ کا شکر ہے کہ پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے مس عبیر جلد ہی پاکستان ہوں گی پھر آپ ان سے مل سکیں گی"۔ عمر نے تمسکن آمیز انداز میں کہا۔

--------------- ---------------

ہاتھوں سے پھسلتی ریت کی مانند وقت بھی تیزی سے بیت رہا تھا۔ عبیر ہوسپٹل سے ڈسچارج ہو گئی تھی' دیاب تعبیر اور عبیر کو لے کر پاکستان آگیا تھا۔۔۔ حالات کی مناسبت اور نزاکت کو پرکھتے عبیر اپنے گھر ہی ٹھہر گئی تھی تب عمر دیاب کے ہمراہ عبیر کی احوال پرسی کی غرض سے عبیر کے گھر آیا تھا۔

(بھابی جی میں آشا کرتا ہوں کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گی دراصل بات یہ کہ یہ جو میرا ایک عدد عزیز دوست ہے عمر برقان الگالا صاحب دن رات آپکی یاد میں تڑپتے رہتے ہیں۔۔۔ آپکی دید کی کشش اور مخفی چاہت اسے یہاں کھینچ لائی ہے' اسے کیا بلکہ مجھے بھی یہاں کھینچ لائی ہے اور میں یہاں آپ سے آپ کا ہاتھ' نہیں نہیں بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ آپکو مکمل مانگنے آیا ہوں اپنے دوست کے لیئے' اسکے شب و روز کے سکون کے لیئے۔۔۔ بتایئے کیا آپ میرے دوست کو اپنے خاوند کی حیثیت سے بمعہ عمر کی جان' بطور حق مہر اپنی زوجیت میں قبول کرتی ہیں ؟)

عبیر کے روم میں وہ دونوں عبیر کے بائیں ہاتھ پہ رکھے کشادہ صوفے پہ قدرے فاصلے سے بیٹھے تھے جبی دیاب نے عبیر کی جانب دیکھتے مکمل سنجیدگی کا مظاہرہ کیا اور آخر میں ایک مسکراہٹ عبیر کی جانب اچھالی جسے وہ نا سمجھ سکی۔

عمر نے دیاب کو گھوری سے نوازا تھا جبکہ دیاب کی بات سے بے نیاز عبیر مسکرا دی۔

تعبیر بھی اسی دم ٹرے میں چائے کے ہمراہ کھانے کی چند اشیا رکھے روم میں داخل ہوئی 'ٹرے بیڈ اور صوفے کے درمیان حائل ٹیبل پہ رکھتے باہر چلی گئی تھی۔

"ایم سوری سر آپ لوگوں کے لیئے زیادہ تردد نہیں کر سکی"۔لاچاری کی سی کیفیت میں اسنے معذرت کی۔

"مس عبیر ڈونٹ بی سوری 'جتنا ہے کافی ہے"۔عمر نے آزمودہ کاری سے کہا۔

--------------- ---------------

(تو مجھے ایک بات تو بتا عمر)

ہاتھ میں سیب پکڑے دیاب عمر کے روم میں داخل ہوا اور عمر کے قریب آیا جو بیڈ کے تاج سے ٹیک لگائے سامنے لیپ ٹاپ رکھے اس پہ انگلیاں چلا رہا تھا۔

(پوچھو؟؟)

بغیر نظر اٹھائے عمر نے کہا۔

(تو بھابی میرا مطلب ہے کہ عبیر سے محبت کرتا ہے یا نہیں؟)

دائیں کہنی بیڈ پہ رکھتے اور ہاتھ پہ چہرہ جمائے وہ عمر کے سامنے لیٹ گیا تھا۔

(یہ کس قسم کا سوال ہے؟تم جانتے ہو کہ میں مس عبیر کو لے کر کتنا مخلص ہوں)

لیپ ٹاپ سے نظر اٹھائے اسنے ناگواری سے کہا۔

(جی جی وہ تو میں اچھے سے جانتا ہوں کہ تو مس عبیر کے حق کتنا مخلص ہے۔بات چاہے جس سے مرضی کر رہا ہو مگر آنکھوں کی نوک پہ مس عبیر ہی ہوتی ہیں)

شرارت سے بولتے اسنے قہقہ لگایا پھر ہاتھ میں پکڑے سیب کا بائٹ لیا۔

(اچھا تو جناب کو اب اس پہ بھی اعتراض ہے ؟)

عمر نے دائیاں آبرو قدرے اوپر کو کیا۔

(ہاں ہے اعتراض)

بولتے ہی وہ سیدھا ہوا۔

(کس بات کا؟؟؟)

لیپ ٹاپ سائیڈ پہ رکھتے اسنے کہا۔

(اس چشم پوش محبت کو الفاظ کی تقویت میں عملی جامہ پہنا دیا جائے میں صرف یہ چاہتا ہوں)

ہر لفظ پہ زور دیتے دیاب نے کہا۔

(یار تم جانتے ہو دیاب میں مس عبیر کے سامنے یہ بات نہیں کر سکتا)

تاج کی ٹیک چھوڑتے وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔

(کیوں؟ کیا مس عبیر کے سامنے تیری اس زبان کو قفل لگ جاتا ہے ؟؟)

دیاب نے چڑ کر کہا۔

---------------   ---------------

حادثے کو گزرے تین ماہ پلکیں جھپکتے گزر گئے تھے اور عبیر کی حالت کافی حد تک بحال ہو گئی تھی۔

فریش ہوتے وہ بیڈ کی جانب آئی اور بیڈ پہ رکھا فون اٹھا کر وہیں بیٹھ گئی پھر جاب کے متعلق معلومات سرچ کرنے لگی تھی۔

"آپی آپ یہاں کیوں بیٹھ گئیں آرام کر لیں نا"۔ تعبیر اسی اثنا میں روم میں داخل ہوئی۔

"نہیں تعبیر بہت ہو گیا آرام' آخر کب تک یوں آرام کروں گی؟ تم جانتی ہو میں تین ماہ سے گھر پڑی ہوں اور عمر

سر ہمارا خرچہ اٹھا رہے ہیں کب تک ایسے چلے گا؟؟ میں مزید ان پہ بوجھ نہیں بن سکتی ناہی تمھیں بننے دے سکتی ہوں۔ مجھے جاب ڈھونڈنی ہی ہوگی"۔

عبیر نے کوفت سے کہا جبی ایک میسج عبیر کے ان باکس میں آ ٹھہرا جس پہ وہ ٹھٹک کے رہ گئی تھی۔

"کیا ہوا آپی؟؟"۔ عبیر کے چہرے کے تاثرات دیکھتے تعبیر نے کہا۔

--------------- ---------------

طلائی رنگ کی کیپری پہ طلائی رنگ کا گھٹنوں تک فراق جسکے گھیرے پہ جابجا چھوٹے' ہلکے گلابی رنگ کے دھاگے سے پھولوں کو پیوند کیا گیا تھا، پھولوں کے ہم رنگ نیٹ کی جیکٹ جو بمشکل فراق کی پیٹی کو کور کیئے ہوئے تھی' جسکو بند کرنے کی غرض سے سنہرے رنگ کے ٹسلز لگے تھے، گلے میں شفون کا گلابی دوپٹہ، بالوں کو کمر پہ پھیلا رکھا تھا، گلے میں سادہ سنہری چین اور کانوں میں چھوٹے آویزے اور پیروں میں سادہ گولڈن چپل۔

خوبصورتی کی جیتی جاگتی مثال بنے وہ کراچی کے ہوٹل میں موجود تھی جو سمندر کے قریب واقع تھا۔

جوڑے کو خاطر میں لاتے ٹیبل کے گرد دو چیئرز لگائی گئی تھیں جو عبیر کی پشت پہ تھوڑا فاصلے پہ لگائے گئے تھے۔۔۔ ساتھ ہی سمندر کی حد تھی' سمندر کا دیدہ زیب نظارہ بھی دیکھنے کو ملتا تھا جس سے عبیر اس وقت لطف اندوز ہو رہی تھی۔

بازو جو سینے کے گرد لپیٹے تھے' پہلو میں کرتے عبیر ایڑیوں کے بل مڑی جہاں ناک کی سیدھ پہ چند قدموں کے فاصلے پہ عمر کھڑا تھا۔

"ماشاءاللہ سر کتنے پیارے لگ رہے ہیں"۔ عبیر کے لبوں نے بے ساختہ مداح سرائی کی جسارت کی۔

For more visit (exponovels.com)

بلیک جینز پہ سفید چیک شرٹ پہنے اسنے پیروں میں کالے جوتے پہن رکھے تھے۔۔بالوں کو عادتاً سپرے لگا کر سیٹ کیا گیا تھا، نیلی آنکھیں جو بلیک چکور سن گلاسز سے پوشیدہ تھیں 'اب اپنے سحر سمیت سب پہ نمایاں ہوئیں۔

اپنے اور عبیر کے مابین فاصلہ طے کرتے عمر عبیر کے نزدیک آیا اور اسکے دائیں کان کے پاس ہلکا سا جھکا۔

اپنی تعریف کروں مہر ہلکا پن ہے

ورنہ سچ یہ ہے کہ میں ایک ہوں سو پہ بھاری

"تھینکس فار یور کمپلیمنٹ"۔

عبیر نے فوراً وارفتہ عمر کے چہرے کی جانب نظر اٹھائی جہاں نیلی آنکھوں میں درپردہ اک دبا دبا پراسرار کھینچاؤ تھا جسے وہ چاہتے ہوئے بھی نا جان سکی۔

پوشیدہ ہوں جس طرح ارادہ تیرے دل کا

ڈھونڈے بھی اگر کوئی مجھے پا نہیں سکتا

"پھر سے سن لیا"۔ عبیر کی آنکھیں حیرت مآبی سے کھلیں۔

عمر کی شخصیت کا ہر پہلو قدیمی شاہی کہانیوں اور داستانوں کے راج کنور کی مانند کسی بھی اہل خرد کو اپنے افسوں میں جکڑنے کیلیئے کامل تھا۔

---------------   ---------------

"مرد کی سرشت میں ہے کہ جب کبھی بھی موقع فراہم ہو 'فلرٹ کرنے سے باز نہیں رہتا اور مکمل چیز پہ اکتفا کر لینا وہ بھی اتنی آسانی سے مرد کی فطرت میں نہیں۔۔۔یہ وہ تلخ حقیقت ہے جو عورت کو مرد پہ اعتبار کرنے سے روکتی ہے۔۔۔عورت اگر چاہے تو بھی کسی مرد پر اعتبار نہیں کرتی لیکن مس عبیر اس حقیقت کے باوجود بھی بہت سے مرد محبت جیسے جان لیوا جذبے میں جذب ہو کر اپنی زندگی کو داؤ پہ لگا دیتے ہیں۔۔۔وہ عورت جس پہ مرد دل

کی بازی ہار جاتا ہے پھر چاہے وہ اسے ملے یا نا ملے' اس سے کی گئی محبت میں کبھی بے وفائی نہیں کرتا بلکہ ہر ممکن کاوش کرتا ہے اسے پانے کی"۔

عبیر کے سامنے بیٹھتے عمر نے الفاظ کے قطار باندھے جسے عبیر دلچسپی سے سن رہی تھی۔

"مس عبیر چند تصاویر کو بنیاد بنا کر ہم کسی بھی انسان کے کردار کو ناقص المعیار قرار نہیں دے سکتے' ایک خلقت کو جاننے کیلیئے آپکا اسکے قریب جانا اشد ضروری ہے ورنہ یہ دوریاں تو صرف بدگمانیوں کو بڑھاوا دیتی ہیں"۔

ایک تیز ہوا کے جھونکے نے عبیر کے ذہن کو حال کے درخت سے توڑتے ماضی قریب کی زمین پہ پٹخا تھا۔

"میرے منہ سے نکلے ہر لفظ میں پنہاں صداقت سے میرا رب واقف ہے اور میں۔۔۔ اسی رب کو گواہ بنا کر آپ سے آپکو مانگتا ہوں"۔ چیئر سے اٹھتے عمر نے پینٹ کی پاکٹ سے انگوٹھی کی ڈبیا نکالی اور عبیر کے سامنے پروپوز کرنے کے سے انداز میں بیٹھ کر ڈبیا کا منہ کھولا۔

"مس عبیر کیا آپ مجھ سے نکاح کریں گیں؟"۔

نیلی آنکھوں کی دلفریب تپش کی شدت خود پہ محسوس کرتے سیاہ آنکھوں سے جھرنے بہتے عبیر کے دامن کو بھگونے لگے تھے۔

--------------- ---------------

"واہ آپی آپکی قسمت کتنی اچھی ہے' آپکو وہ ملنے جا رہا ہے جسکی آپ نے افراط سے چاہت کی تھی۔۔۔ قسمت والے ہوتے ہیں وہ لوگ جنہیں پیار ملتا ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ فائنلی آپکو بھی آپکا پیار مل جائے گا"۔ تعبیر بیڈ کے گدے پہ اچھل کود کر رہی تھی ساتھ ہی عبیر کے نصیب پہ رشک کر رہی تھی۔

"تو کیا تم بیڈ توڑو گی یا اپنی ٹانگیں؟"۔ وہ جو کب سے اسے سمجھانے میں لگی تھی تنگ آ کر کہنے لگی۔

"اچھا آپی ایک بات تو بتائیں"۔ بولتے ہی وہ فوراً سے عبیر کے سامنے جا بیٹھی۔

"ہاں جی پوچھیں اب آپکے دماغ میں کونسی نئی کھچڑی پک رہی ہے؟"۔ عبیر نے مسکراہٹ اسکی جانب اچکائی۔

"آپکو کیسا محسوس ہو رہا ہے؟ میرا مطلب ہے کہ اب آپ کیسا فیل کر رہی ہیں؟؟"۔ تجسس بھرے لہجے نے عبیر کے پنہاں احساسات کو کریدنا چاہا۔

"سچ پوچھو تو مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا' اس احساس کو کیا نام دوں ہچکچاہٹ، محبت، خوشی یا کچھ اور"۔ عبیر نے غور و خوض سے کہا۔

--------------- ---------------

محبت، جذبات، احساسات اور تذبذب کی ڈور سے الجھے عمر نے بمشکل خود کو کمپوز کیا پھر ڈریسنگ روم میں جاتے سادہ لباس کو سوٹ سے بدلتے وہ باہر آیا اور ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آکھڑا ہوا۔۔۔ ہمیشہ کی طرح بالوں کو سنوارنے کے بعد خود پر پرفیوم کی بوچھاڑ کی پھر بیڈ کی جانب آتے عجلت میں جوتے پہنے 'سائیڈ ٹیبل سے فون اور والٹ کے ساتھ ساتھ کار کی چابی اٹھاتے وہ روم سے نکل گیا تھا۔

خوشی کی زیادتی پہ اسکے لب پھیلے ہوئے تھے۔

(زہے نصیب' یہ فوجیں اتنا بن سنور کر کہاں جارہی ہیں؟)

دائیں جانب روم سے نکلتے دیاب نے عمر کو آواز دی جس پہ عمر اس جانب گھوما اور ہنسی کو غائب کیا۔

(محاذ پہ)

دلربا مسکراہٹ نے دوبارہ سے عمر کے لبوں کا احاطہ کیا۔

(کہاں جارہے ہو؟؟ بتاؤ نا؟؟)

عمر کے قریب آتے اسنے شائستگی سے کہا۔

(تعبیر اور مس عبیر کو شاپنگ پہ لے کر جارہا ہوں)

For more visit (exponovels.com)

عمر نے دھیرے سے کہا جس پہ دیاب کا منہ کھلا رہ گیا۔

(کیا؟؟)

عمر نے مصنوعی بے زارگی سے دائیں آبرو کو تھوڑا اوپر کو کیا۔

(خدا کے بندے اب تو تیری ان سے شادی ہونے والی ہے کم از کم اب تو مس کا لیبل ہٹا دے)

دیاب نے ہاتھ جوڑتے التماس کی۔

(جو حکم میرے آقا)

چوڑے سینے پہ ہاتھ رکھتے عمر ہلکا سا سر میں خم لایا تھا۔

(اعلی)

دیاب نے جوابی کارروائی کی۔

---------------- ----------------

"عمر بھائی آپکے ساتھ شاپنگ کا بہت مزہ آیا اور شاپنگ بھی بہت اچھی ہوئی"۔ عمر کار ڈرائیو کر رہا تھا اور عبیر اسکے ساتھ بیٹھی تھی جو اس وقت شیشے کے آر پار اپنے ساتھ دوڑتی بھاگتی چیزوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ تعبیر پچھلی سیٹ پہ بیٹھی تھی۔۔ اگلی دونوں سیٹس کی پشت پہ بازو ٹکائے اب وہ قدرے آگے کو ہوئی۔

"مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ آپ کو آپکی پسند کی تمام اشیا مل گئیں"۔ مستقل سامنے دیکھتے عمر نے مسرور انداز میں کہا۔

"عمر بھائی آپکو ایک بات بتاوں آپ ناراض تو نہیں ہوں گے؟؟"۔ تعبیر نے پہلے جوش سے کہا پھر آواز میں ٹھہراو پیدا کیا۔

"تعبیر آپکو مجھ سے جو بات کرنی ہے آپ کر سکتے ہو میں مائنڈ نہیں کروں گا۔۔مائی مائنڈ از آلویز فری فار یو"۔ عمر

نے تعبیر کو ہر قسم کی پابندی سے آزاد کرتے کہا۔

"تعبیر تم آرام سے نہیں بیٹھ سکتی؟"۔ عبیر نے سختی کی۔

"اٹس اوکے م۔۔۔۔ تعبیر چندہ کہو کیا کہنا ہے ؟"۔ خیال آتے ہی عمر نے زبان کو بریک لگاتے دوبارہ کہا۔

"آپ کا نام ہے عمر برقان الگالا' پاکستان میں گالا بسکٹ بھی ہیں اگر آپکے بہن بھائی ہوتے تو مجھے یقین انکے نام کے ساتھ السوپر، الٹک ٹک، الریو، الپینٹ، الکینڈی لگا ہوتا"۔ تعبیر نے دگنے جوش سے کہا جس پہ عبیر نے کوفت سے سر پکڑ لیا تھا۔

جبکہ عمر نے جاندار قہقہ لگایا۔

"بات تو ویسے آپکی سولہ آنے درست ہے تعبیر مگر افسوس کی بات ہے کہ میرا کوئی بہن بھائی نہیں ہے ہاں البتہ نسل کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے"۔ عبیر پہ چور نگاہ ڈالے عمر نے ہنسی ضبط کی جبکہ عبیر نے یکلخت شرمگیں نظر عمر پہ ڈالی پھر سر جھکا لیا۔

"مطلب میرے بھتیجے بھتیجیوں کے"۔ تعبیر کی اوٹ پٹانگ باتوں نے عبیر کا کار میں مزید بیٹھنا محال کر دیا تھا۔

"ارے تم نے کتنی جلدی پارٹی بدل لی"۔ تعبیر نے جھٹ سے چہرے کو جنبش دی۔

"سوری آپی مگر اب ایسا ہی ہوگا"۔ ہاتھ کے اشارے سے تعبیر نے معذرت کی۔

-------------- --------------

ہوٹل کا کشادہ ہال گولائی میں فقط فوٹو شوٹ کیلیئے مخصوص تھا۔

اکثر و بیشتر کراچی کے رئیس اس ہوٹل کا انتخاب کرتے تھے، ہر اطراف میں بڑے ستون وقفے وقفے سے نصب تھے جنہیں خاص انداز میں رنگا رنگ پھولوں اور لائٹوں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

والدین کے انتقال اور رشتے داروں سے روابط استوار نا رہنے کی وجہ سے عبیر کی جانب سے صرف تعبیر شریک تھی

اور عمر کی طرف سے قریبی شمسہ بیگم اور دیاب تھے اسکے علاوہ عمر کے سوشل سرکل کے لوگ اور انڈسٹری سٹاف بھی وہاں موجود تھا۔

سب لوگ ہال میں موجود تھے سوائے دلہا دلہن کے'ہال کے دوراستے تھے جو ایک دوسرے کے مقابل تھے۔

سبھی لوگ شدت سے عبیر اور عمر کے منتظر تھے جبی ہال میں جلتی تمام بتیاں پل میں گل ہوئیں۔

"ارے یہ لائٹ کو کیا ہوا؟؟"۔دور دور تک اندھیرے کی رسائی کے سبب تعبیر نے خوف سے کہا۔

بلاوساطت ہال کے دروازوں سے تھوڑا پہلے گولائی میں لائٹیں گریں جہاں عمر اور عبیر آمنے سامنے کھڑے تھے' انکے آتے ہی ہال تالیوں کی گونج سے لرز اٹھا تھا۔۔۔کیمرہ مین نے جگہ سنبھالتے دونوں پہ فوکس کرنا شروع کیا۔

کیمرہ مین کی ہدایت پہ تن تنہا بھاری لہنگا سنبھالتی عبیر عمر کی جانب قدم اٹھانے لگی تھی اور عمر عبیر کی طرف۔

❤تو آتی ہے سینے میں

جب جب سانسیں بھرتا ہوں

تیرے دل کی گلیوں سے

میں ہر روز گزرتا ہوں

ہوا کے جیسے چلتی ہے تو

میں ریت جیسے اڑتا ہوں

کون تجھے یوں پیار کرے گا

جیسے میں کرتا ہوں❤

ڈی جے نے موسیقی میں جان ڈالی۔

جونہی ان دونوں کے مابین فاصلہ ختم ہوا چھوٹے پھولوں سے آراستہ ایک لفٹر ہوا میں اڑتا پھرتا انکے قریب آیا اور

کیمرہ مین کی طرف سے دی جانے والی ہدایت پہ عمل کرتے دونوں اس پہ سوار ہو گئے تھے۔

لفٹر قدرے ہوا میں بلند ہوا تو عبیر نے زور سے عمر کے بازوؤں کو جکڑ کر چہرہ جھکا لیا۔

❤تو جو مجھے آملا

سپنے ہوئے سر پھرے

ہاتھوں میں آتے نہیں

اڑتے ہیں لمحے میرے ❤

موسیقی کی دھن اور آواز یونہی برقرار تھی۔

عبیر کے خوف کو محسوس کرتے عمر اسکے مزید قریب ہوا اور عبیر کی کمر کو دونوں ہاتھوں کی مدد سے پکڑتے' جھٹکے سے خود سے قریب کیا جس پہ عبیر نے فوراً سے سر اٹھایا۔

"کھو دینے کا ڈر کیا ہوتا ہے میں ایک بار محسوس کر چکا ہوں مزید اس چیز کی اجازت میں کسی کو نہیں دوں گا نا حالات کو، نا وقت کو اور نا ہی۔۔۔ تقدیر کو"۔

عبیر کا دل چاہا کہ وہ عمر کے سینے سے سر لگا کر اس دھڑکتے دل کی دھڑکنیں سن لے جس پہ اسکا نام لکھا جا چکا تھا۔

--------------- ---------------

"اللہ تم دونوں کو ہمیشہ خوش رکھے"۔ نکاح کے بعد شمسہ نے عبیر اور عمر کو یکجا گلے لگایا۔ "ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو"۔ شمسہ نے عبیر کو پیار کرتے کہا۔

"اور میں"۔ عمر نے مصنوعی ناراضگی سے کہا۔

"میرا بیٹا تو ہے ہی لاکھوں میں ایک' بھلا اسکا مقابلہ کوئی کر سکتا ہے"۔ عمر کے بائیں رخسار پہ ہتھیلی جمائے شمسہ نے خوش کن انداز میں کہا۔

"عمر بھائی عبیر آپی آپ دونوں کو نکاح کی بہت مبارک"۔ انکے قریب آتے تعبیر نے کہا پھر عبیر کے گلے لگ کر رونے لگی جس پہ عبیر کی آنکھوں سے آنسوؤں چھلکنے لگے تھے۔

"تعبیر یہ تو غلط بات ہے مجھے بھائی بولتی ہو اور میری بیوی کو ہی رلا دیا"۔ عمر نے ہولے سے تعبیر کے سر پہ چپت لگائی۔

"سوری کنٹرول نہیں کر پائی"۔ بولتے ہی اسنے آنسو صاف کیئے اور ہنس دی۔

"اوہو میرے فون کی چارجنگ کم ہوگئ 'نینا آپی سے پتہ کرتی ہوں"۔ جونہی تعبیر وہاں سے جانے لگی یکلخت اسکی نظر فون پہ پڑی۔

اسی اثنا میں اسنے نینا کو دیکھا جو سائیڈ پہ کھڑی دیاب کو گھورے جا رہی تھی۔

"نینا آپی"۔ نینا کے قریب آتے اسنے تجسس سے کہا۔

"ہ۔ہ۔ہاں تعبیر تم کچھ بول رہی تھی؟؟"۔ نینا کی زبان میں لکنت پیدا ہوئی۔

"میں نے تو فلوقت کچھ نہیں بولا مگر آپکی آنکھیں بہت کچھ بول رہیں ہیں"۔ نینا کے کندھے سے کندھا ٹکراتے تعبیر نے شرارت سے کہا۔

"ک۔کیا بول رہی ہو مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا"۔ بولتے ہی نینا نے چہرے پہ آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑسا۔

"سب سمجھ میں آرہا ہے مجھے بھی اور آپ کو بھی 'دیاب بھائی بہت اچھے ہیں۔ ہیں نا؟؟"۔ نینا کی آنکھوں میں جھانکتے تعبیر نے کہا۔ "دیاب بھائی پہ دل ہار بیٹھیں ہیں؟؟"۔ نینا کے قریب جھکتے تعبیر نے ہولے سے کہا جس پہ اسنے "ہاں" میں سر ہلایا۔

---------------- ----------------

(بہت شکریہ ویسے مجھے لگتا ہے کہ آپ کو بھی شادی کی بہت جلدی ہے؟)

عمر شمسہ بیگم کے ہمراہ کھڑا گپ شپ میں مصروف تھا جب دیاب نے اسکے قریب آتے نکاح کی مبارک باد دی اور عمر نے اسے چوری چھپے نینا کو دیکھتے اوبزرو کر لیا تھا۔

(کیا مطلب؟ میں کچھ سمجھا نہیں؟)

دیاب نے انجان بنتے کہا۔

(یہ جو تو کر رہا ہے مجھے بخوبی اندازہ ہے اس بات کا' بہتر ہے خود ہی سچ بتادو)

دیاب کے کالر سیٹ کرنے کی ایکٹنگ کرتے عمر نے کہا۔

(سچ میں عمر میں نہیں جان سکا کہ تم کس بارے میں بات کر رہے ہو)

دیاب نے لاعلمی کا مظاہرہ کیا۔

(مس نینا کے متعلق کیا رائے ہے؟؟ اچھی ہیں بہت اور مزے کی بات ہے کنواری ہیں۔ خوب جمے گی تمھاری اور انکی ہاں' شادی سے پہلے انہیں عربی سکھا دینا یا خود اردو سیکھ لینا ورنہ بہت مشکل ہو گی)

بولتے ہی عمر نے اسکے پیٹ پہ مکا رسید کیا۔

"کیا ہوا عمر بیٹا؟؟"۔ شمسہ بیگم نے متحیر ہوتے کہا۔

"کچھ نہیں نانو' آپکو ایک بات اندر کی بات بتاوں دیاب کو بھی پاکستانی لڑکی سے محبت ہو گئی ہے اب میں اور عبیر مل کر دیاب کی شادی کی تیاریاں کریں گے"۔ دیاب کی جانب دیکھتے عمر نے کہا پھر ہنس دیا جس پہ دیاب اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"یہ تو اچھی بات ہے' کون ہے وہ؟؟"۔ شمسہ بیگم نے خوش دلی سے کہا۔

"میری آفس سٹاف مس نینا"۔ عمر نے جواباً کہا۔

"نینا سے میں مل چکی ہوں اچھی لڑکی ہے اور پیاری بھی دیاب کے ساتھ اچھی لگے گی"۔ شمسہ نے تائید کی۔

For more visit (exponovels.com)

---------------- ----------------

لال گلال لہنگا جسکا بارڈر سنہرے نگینوں اور موتیوں سے بڑی نزاکت اور مہارت سے صفائی سے بنایا گیا تھا'شرٹ کی نسبت لہنگے پہ زیادہ کام کیا گیا تھا، سامنے کے بالوں کو تھوڑا ڈھیلا چھوڑتے پیشانی کے درمیان میں چمکتی بندی اور ماتھا پٹی ترتیب سے سیٹ کی گئی تھی جبکہ بقیہ بالوں کا جوڑا بنا کے اس پہ دوپٹہ سیٹ تھا جو مکمل پیچھے کی جانب تھا، گلے میں گلبند کے ساتھ ساتھ سرخ اور سفید موتیوں کی مالا تھی، کانوں میں گلبند کے ساتھ کے آویزے، دونوں کلائیوں میں چوڑیاں، ناک میں گول بڑی نتھلی اور پیروں میں گولڈن ہائی ہیل۔

مستقل بیٹھنے کی بدولت اب وہ تھک گئی تھی جبی چہل قدمی کی غرض سے سٹیج سے اتر آئی تھی۔

"تھک گئی ہیں ؟؟"۔

عقب سے عمر کی آواز آئی تو عبیر اس جانب ہولے سے گھومی۔

"ہاں جی"۔ عبیر نے سہج کے کہا۔

"بس تھوڑی سی دیر میں گھر چلتے ہیں"۔ عمر نے خوش نوائی سے کہا جس پہ عبیر نے سر ہلا دیا۔

"کس نے سوچا تھا کہ سر کی سیکٹری ایک دن انکی بیوی بنے گی۔ سر نے آخر کیا دیکھا عبیر میں جو اسے اپنی بیوی ہی بنا لیا"۔ عمر اور عبیر کے کانوں میں یکجا انجان آواز آٹھہری۔

عمر نے طیش میں ہاتھوں کو مٹھیوں میں بھینچا جس پہ عبیر نے اسے اشارہ کیا۔

"یار عمر سر اس سے محبت کر بیٹھے ہیں اس وجہ سے تو شادی کی ہے"۔ دوسرے نے جوابا کہا۔

"ماننا پڑے گا یار بڑا اونچا ہاتھ مارا ہے"۔ بولتے ہی اسنے قہقہ لگایا۔

"کیا بکواس کی ہے ؟؟ اپنی اوقات میں رہو تم۔۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔۔ اب ایسی بکواس کی تو تمھیں جان سے مار دوں گا میں۔۔ سمجھے تم"۔ غصے کی زیادتی پہ عمر اس نفوس کی جانب لپکا اور اسے گریبان سے پکڑ لیا تھا۔

عمر کی آواز پہ ہال میں موجود تمام لوگوں نے خاموشی سادھ لی اور اس طرف متوجہ ہوئے۔

"آپ ایسے غصہ مت کریں پلیز"۔ عبیر نے بازو سے پکڑتے عمر کو پیچھے کیا۔

(کیا ہوا عمر؟؟)

دیاب فوراً سے عمر کے قریب ہوا۔

یکلخت غصے پہ ضبط کرتے عمر سیڑھیاں چڑھتا کمروں کی قطاروں کے پار بنے فراخ ٹیرس میں جا کھڑا ہوا۔

سفید پاجامے پہ ویلوٹ کی سرخ شیروانی جسکا گلا اور بیک سنہرے موتیوں سے بنایا گیا تھا، گلے میں پہنی پھولوں کی مالا جو وہ غصے میں کہیں راستے میں توڑ آیا تھا۔

"عمر سر آپ لوگوں کی باتوں کو دل پہ نا لیں۔ انکا تو کام ہے باتیں کرنا ہم انہیں خاموش نہیں کروا سکتے"۔ عمر کے قریب آتے عبیر نے اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

عبیر کی جانب گھومتے عمر نے لبوں کے ساتھ آنکھوں کو ساکت کر دیا تھا۔

"آپ میری بات سن رہے ہیں نا عمر سر؟"۔ عبیر نے کنفرم کیا۔

"نہیں عبیر میں آپکی بات نہیں سن رہا"۔ عمر نے ہنوز سنجیدگی سے کہا۔

"مگر کیوں عمر سر؟"۔ عبیر نے حیرت سے کہا۔

"اس عمر کی زندگی سے تا عمر یہ "سر" کا ٹیگ ہٹا دیں پلیز' آئی ریکویسٹ یو عبیر"۔ نیلی آنکھوں نے معصومیت سے التجا کی۔

"سوری وہ عادت بن گئی تھی"۔ عبیر نے پشیماں سر جھکا لیا۔

"عبیر ہمارا نکاح ہو گیا ہے' ہمارا رشتہ بدل گیا ہے۔۔ آپکو اس بات کی عادت ڈالنی ہے"۔ عبیر کا چہرہ ہاتھوں کی اوک میں لیتے عمر نے دھیرے سے کہا جس پہ عبیر نے سر کو جنبش دی۔

"میں آپ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"۔

عبیر کو بولتے اسنے فون کو انلاک کرتے ایک نمبر پہ میسج کیا اور ہاتھوں کا اشارہ ٹیرس کے اس پار کیا جہاں اندھیرا اپنے کالے پر پھیلائے انکے استقبال میں بیٹھا تھا۔

عمر کی انگلی کے تعاقب میں عبیر نے چہرے کو حرکت دی 'اس دم اندھیرے کی چادر کو چیر تیں بتیاں اجاگر ہوئیں جو "آئی لو یو" کی شکل کی تھیں۔

عبیر کو یہ سب ایک خواب لگ رہا تھا 'ایک حسین خواب جس نے عبیر کے ساتھ عمر کی زندگی پہ گہرے مثبت اثرات مرتب کیئے تھے۔

پیچھے کی جانب سے عبیر کے گرد بازووں کا حلقہ تنگ کرتے عمر نے عبیر کو کامل اپنے حصار میں لیا تھا❤

"ویلکم ٹو مائی لائف 'مائی لولی اینڈ پریٹی وائف ـــ مسز عمر برقان الگالا"۔ عبیر کے دائیں کندھے پہ سر ٹکائے عمر نے سرگوشی کی۔

\-

ختم شد

For more visit (exponovels.com)